نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

قیمت سالانہ

خواص و معاونین سے ... ہندوستان سے باہر ... غیر مذاہب والوں سے ... اہل جماعت غیر مستطیع ... کم آمدنی والے لوگوں سے

پرچہ کوہر ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۴ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

دوامی ضمانت بغرض دارالامان

اشاعت حقائق سلسلہ احمدیہ

جلد (۸) | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر (۳۸-۳۹)

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سیالکوٹ میں

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو چکا ہے ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے اور ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کو بخیر و عافیت دارالامان میں واپس تشریف لے آئے۔

ہمارے ناظرین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کے حالات سننے کے از بس مشتاق ہیں۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ سفر نامہ کے وہ حالات جو ہم خود لکھنا چاہتے تھے اب تک نہیں لکھ سکے اور وہ بزرگ اور خدام جو الحکم کے ایڈیٹر کے لکھے ہوئے حالات کو پڑھنے کے مشتاق ہیں اب تک ہمیں کسی نہ کسی رنگ میں انکے لکھنے کے لئے یاد دلا رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ انہیں کوئی خاص مذمت اور سحر آفرینی نہیں ہو سکتی لیکن یہ انکا حسن ظن ہے کہ وہ انکی قلم کے نتائج اور ترتیب خیالات کو پسند کرتے ہیں۔ بہر حال ہم ابھی اتنا سفر کے حالات کا دلیا ہی منتظر چھوڑ کر اور اس مضمون کو کسی دوسرے موقع کے واسطے (جب اللہ تعالیٰ توفیق دے) ملتوی کر کے سفر سیالکوٹ کے حالات سنانے کی کوشش کرتے ہیں اور جہانتک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی توفیق ہماری مدد کرے گی ہم کوشش کرینگے کہ اس مضمون میں نری لفاظی اور رنگ آمیزی سے کام نہ لیا جاوے بلکہ ان باتوں کو چھوڑ کر اظہار حقائق کی سعی کی جاوے اور جہانتک ممکن ہو اس کے لئے سادہ سے سادہ اور سلیس سے سلیس طرز بیان اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ حقائق بیان کے واسطے کیسے ہی سیدھے سادے الفاظ ہی کیوں نہ استعمال کئے جاویں ان کے اندر جو روشنی اور قوت جذب ہوتی ہے وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی اسکا اثر دیر پا اور عمدہ نتائج کا موجب بنتا ہے برخلاف اس کے الفاظ کی آدنچا نیچ میں بعض اوقات نفس مضمون کا خون ہو جاتا ہے اور بلند نظری اور غور کی طبیعت پیدا نہیں ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ ان سارے اظہر و ڈکٹری نوٹ کے لکھنے میں ہم نفس مضمون سے دور جا رہے ہیں یا نفس مضمون کی طرف دور چلے گئے ہیں اسلئے اب اس کو یہیں ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے اصل مضمون کو شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سفر اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت اور فطرت کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ آپ کنج تنہائی کو ہمیشہ پسند فرماتے رہے ہیں کہ جیسا کہ آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر باہر نہ نکالتا تو میں اسی گوشہ تنہائی کو ساعت ساعت سمجھتا تھا اور میری ساری راحت اور خوشی اسی میں تھی لیکن جب اصلاح خلق کا بار عظیم آپ کے دوش مبارک پر رکھا گیا تو آخر آپکو مخلوق کیطرف نزول کرنا پڑا۔

تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ہی کم سفر کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ دنیا کے مشہور پیروں یا فقیروں کا قاعدہ ہے کہ سالانہ یا ششماہی ٹیکس وصول کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں حضور کے مقاصد سے یہ امر بہت ہی دور واقع ہوا ہے۔ بار جہانتک ہمارا علم ہے اسوقت تک حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود نے ان سفروں کے ماسوا جو دعوی مسیحیت سے اوائل میں اتمام حجت کے لئے زمانہ دہلی۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ پٹیالہ وغیرہ کے کئے تھے۔ دس بارہ سال کے اندر آپ قادیان سے باہر نہیں نکلے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ چونکہ آپ کی ہر ادا ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی خفی و جلی وحی کے ماتحت ہے جب تک اذن الٰہی کسی سفر کے لئے نہیں ہوا آپ دارالامان سے باہر نہیں گئے۔ ہم جب ان ذرائع تبلیغ پر نظر کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں تو یہ اختیار در و دیوار بننے کے لئے جی چاہتا تھا اور اس عظیم الشان بزرگ کی عظمت اور فضیلت دلیل ٹھہری

مسیح موعود کی جزئی فضیلت

چھاپہ خانوں کی ایجاد۔ .... جاتی ہے ڈاکخانوں کا اجرا۔ علوم فوٹوگرافی۔ فونوگراف کی ترویج۔ تار برقی۔ اور اخبارات کی کثرت غرض اسقدر ذریعے آگے کھڑے ہوئے ہیں کہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور ایک مقام پر بیٹھا ہوا ایک شخص کل دنیا کو ایک وقت میں تبلیغ کر سکتا ہے۔ جہانتک انبیاء سابقین کے حالات قرآن کریم اور صحیح تاریخ سے ملتے ہیں ہم بلا مبالغہ اور بلا خوف لومتہ لائم لکھنے کو آمادہ ہیں۔ کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسقدر سامان اور ذرائع بہم پہنچائے ہیں

وہ معمولی انسان نہیں بلکہ عظیم الشان ہے اور مسیح موعود کی اس فضیلت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت شان کا پتہ لگتا ہے جسکا یہ نائب ہے۔

غرض

ذرایع تبلیغ کی کثرت بجائے خود ایک پہلو سے ظاہر کرتی ہے کہ مسیح موعود کو ... ت سے سفر نکرنے چاہئیے (لعل اللہ یحدث بعد ذ ... امرا)
علاوہ بریں جب ہم ان ... ں پر نظر کرتے ہیں جو آپ کے سلسلہ عالیہ کو ... انے لئے خود تجویز فرمائی ہیں اور جو ... نے فتح اسلام میں ... ہی کیا ہے تو سفر ... اس میں بھی نظر نہیں آتا بلکہ تیسری ... آپ کے ایک قسم کی شاخ مثل اشاعت کا اکثر ... ہے جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لئے یہاں ... ضروری سمجھتے ہیں۔

تیسری شاخ

اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ شاخ بھی برابر نشو ونما میں ہے اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے۔ اور جسقدر اون میں سے مستعد لوگون کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہونچایا گیا اور انکے مشکلات حل کر دئے گئے۔ اور اون کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالے کو ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید موثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز [illegible] کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شایع کیا گیا باقی جسقدر مقالات انبیا میں وہ اپنے اپنے محل پر تقریریں ہی ... ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقت میں مختلف مجالس اور محافل میں اون کے حال کی مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلمو کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی بیہودہ منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے ابلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے اون کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے۔ بلکہ اون کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مبتلا پاکر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور اونکی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور وار دین اور صادرین کی استعداد کی موافق اور اون کی ضرورتوں کے لحاظ کر اور اون کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کھلا رہتا ہے۔ کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھکر اوس کے روکنے کے لئے نصایح ضروریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونیکی حالت میں متصور ہے۔ اور کسی حالت میں ممکن نہیں وجہ یہی ہے کہ خدا تعالے نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور اون کی شرف صحبت میں مشرف ہونیکا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی مشاہدہ کرکے انکی اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالے اپنے کلام کو بغیر بھیجے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی اس کے امر کو محدود رکھتا اور آیندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا لیکن خدا تعالے کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقوے طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں اور یہ دونو قضیے باہم لازم ملزوم ہیں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلایق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جنکو خدا تعالے نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلایق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہو سکتی اسکے لئے اسی راہ ... مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالے کے پاک نبی ... رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس ... سب مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اوس کی نظیر دو ... سے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیرہ کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور ... اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بیشک حضرت موسے کو بھی ایک جماعت ملی تھی۔ مگر وہ کیسی اور کسقدر سرکش اور متمرد اور روحانی صحبت اور صدق قدم کے دعوے اور مجبور رہنی والی تھی اسبات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھیں۔ سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہونچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اون کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ در اصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنیکا نتیجہ تھا۔ سو اسی بنا پر ... ہر اس سلسلہ کے قایم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور اون پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اون کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا یہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام

کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں
برمنار بلند تر محکم افتاد۔

المختصر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کم سفر کرتے ہیں اور زیادہ تر تبلیغ کے لئے اِن ذرایع سے کام لیتے ہیں جو اللہ تعالے نے آپکے زمانہ کے لئے نہیں بلکہ آپکی خدمت کے لئے پہلے سے مہیا کر دئے ہیں۔ پھر سوال ہوگا کہ اس سفر کا باعث کیا ہے؟

باعث سفر ایفاء عہد

اعلے حضرت مقدمات گورداسپور کے دوران میں چند روزہ فرصت ملنے کے باعث لاہور تشریف لے گئے تھے اور اس تشریف بری سے بھی حضور کا مقصد وہ ایفاء عہد تھا جو آپ نے جماعت لاہور سے لاہور جانے کے متعلق ایک عرصہ پہلے کیا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمارے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں ہیں۔ قیام لاہور کی تقریب پر جہاں قریباً پنجاب کے مختلف شہروں سے احباب جمع ہوئے تھے جماعت سیالکوٹ بھی حاضر ہوئی تھی اس موقع پر جماعت سیالکوٹ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیالکوٹ تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا اور اس کریم النفس وجود نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اس درخواست کی قبولیت میں نہ جانے کن کمزور روحوں کی نیم شبی دعاؤں کا جذب تھا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ بلا لیا۔

جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے تاگے میں چلے آئینگے سرکار بندھے

بسا اوقات ایسے ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے ہیں جن میں طلب صدق وصفا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کے ساتھ مقام عشق میں ہوتے ہیں لیکن سفر کرکے اس تک پہونچ نہیں سکتے ان کے لئے اللہ تعالے کوئی ایسا سامان بہم پہنچا دیتا ہے جو خدا کے مرسل کسی نہ کسی ذریعہ سے اِن تک پہونچ جاتے ہیں۔ چونکہ اِن لوگوں کی ہر حرکت اور ادا اللہ تعالے کے اشارات کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ عظیم الشان مصالح پر مبنی ہوتی ہے اسلئے بعد میں اِن اسرار کا ظہور بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سفر کے مقاصد اور اغراض جو ظاہر ہوئے ہیں وہ بعد میں ہم انشاء اللہ دکھائیں گے۔ مختصر یہ کہ حضور نے سیالکوٹ جانیکا وعدہ فرمالیا۔ اور جماعت سیالکوٹ نے نہایت مستعدی اور کمال جوش کے ساتھ سیالکوٹ واپس جاکر مکانات وغیرہ کا انتظام شروع کر دیا۔ مقدمات سے فرصت پاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دارالامان واپس تشریف لے آئے۔ اور جماعت سیالکوٹ نے پورے انتظام اور تہیہ اسباب کے بعد حضور کی خدمت میں تشریف بری کی تاریخ کے تعین کے لئے درخواست کی اور اپنا آدمی بھیجدیا۔ چنانچہ ہمارے عزیز بھائی میاں محمد رشید صاحب اس خدمت پر مامور ہوکر قادیان آئے۔ حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اِن دنوں کچھ ناساز تھی۔ اسلئے فرمایا کہ دو چار روز کے بعد جواب دونگا حضور کا منشاء استخارہ مسنونہ کا بھی تھا کہ گویا بعد استخارہ جواب دیا جاوے گا۔ آخر ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۴ء تاریخ روانگی مقرر ہوئی۔ اور حضور نے تاریخ مقررہ پر سب سے پہلی گاڑی میں بٹالہ سے سوار ہونے کے لئے حکم دیدیا۔

آپکا خارق عادت استقلال اور جاہ طلبی سے نفرت

میاں محمد رشید صاحب تاریخ لیکر قادیان سے واپس سیالکوٹ کو روانہ ہو چکے تو سیالکوٹ سے اِن کے نام ایک کارڈ آیا جس میں یہ خواہش کی گئی تھی کہ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخلہ شہر سیالکوٹ میں دن کے وقت ہو اسلئے حضور ایسی گاڑی میں آئیں جو دن کو داخل ہو۔ سیالکوٹ والوں کو یہ خواہش کئی مصالح پر مبنی تھی۔ منجملہ اسکے بڑی مصلحت یہ تھی کہ رات کو کثرت انبوہ میں انتظامی مشکلات نہوں۔ دوسرے حضور کے مشتاق زیارت کثرت کے ساتھ وہاں جمع ہونے والے تھے اور کل شہر اس دن کا انتظار کر رہا تھا اسلئے دن کو یہ نظارہ قابل دید اور اثر انداز ہو سکتا تھا۔ لیکن سیالکوٹ کی جماعت کا عموماً اور ہمارا خصوصاً ایمان بڑھ گیا جب دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عزم کو عزم بالجزم ثابت کر دکھایا اگر آپ کی بجائے کوئی دنیوی جاہ وحشم یا استقبال و نمائش کا بھوکا یا پیاسا گدی نشین ہوتا تو وہ پسند کرتا کہ جسقدر مجمع اوس کے دیکھنے کو آئے

فٹ نوٹ :- چودہ برس پہلے کا ذکر ہے اور ... ان چودہ سال میں یہ تعداد ... لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہوگی۔ یاد رہے کہ آنے والے مہمان مریدی نہیں ہوتے۔ بلکہ ہندو سکھ مسلمان عیسائی غرض سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایڈیٹر

اور جسقدر شان و شوکت سے اسکی سواری نکلے وہ تھوڑی ہے لیکن یہ خدا کا برگزیدہ جو محض اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات میں لذت اور ذوق پاتا ہے - ایسی شہرت کا حریص اور اسیر نہیں بلکہ وہ کمال ذوق و مستی میں کہتا ہے - ؎

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را
نمے باید مرا یکذرہ عزتہائے ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
حریص عزت و مجزم از آں روز یکہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را

غرض

حضور نے اپنے اس ارادہ میں ہرگز ترمیم نفرمائی - باوصفیکہ سیالکوٹ سے ایک اور آدمی بھی اس غرض سے بھیجا گیا لیکن حضور نے جو عزم کر لیا تھا اسے بدلنا مناسب نہ سمجھا - اور حقیقت میں یہ عدم ترمیم اور بھی **نشان نمائی** کا باعث ہوئی جیسا کہ **سیالکوٹ میں داخلہ** کے متعلق ہم دکھائیں گے - خدا تعالیٰ کے ماموروں کا استقلال ہی ایک ایسی زبردست کرامت ہوتا ہے جو ناعاقبت اندیش لوگ انہیں مجنوں (وحشی) کہہ اٹھتے ہیں - اس استقلال میں ایک باریک رشتہ ہوتا ہے جو اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو اپنے مولا کریم سے انہیں ہوتا ہے گویا وہ ان امور کو جو دوسروں کی نظر میں وہمی اور شکی ہوتے ہیں اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اسی لئے نہ انکا قدم ہٹتا ہے اور نہ وہ تھکتے ہیں اور نہ درماندہ ہوتے ہیں - اس امر کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا البتہ وہ لوگ جو ایمان باللہ کی لذت سے آشنا ہیں اس سے لطف اٹھا سکتے ہیں ضمناً بات آ گئی ہے - استقلال کی ایسے ایک موقع کا تذکرہ بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا جب حضور نے گورداسپور جانے کا ارادہ فرمایا تو اتفاقاً ایسی شدید بارش ہوئی کہ راستے بالکل بند ہو گئے اور استاندر پانی … کہ یکہ اور گاڑیاں ہرگز چل نہ سکتی تھیں تا اسبار ایڈیٹر الحکم کو اسی پانی میں پیادہ پا بوجہ تاریخ مقدمہ گورداسپور جانا پڑا اور وہاں جا کر جب خواجہ صاحب اور مولانا مولوی محمد علی صاحب سے راستہ کی تکالیف کا ذکر کیا تو وہ بہت گھبرائے اور پھر طرہ یہ ہوا کہ وہ مکان جس کا انتظام کیا گیا تھا عین وقت پر لیتے اسی دن اس کے ملنے سے قطعاً مایوسی ہو گئی ایسی صورت میں ہم لوگ جو گورداسپور میں موجود تھے سخت گھبرائے کہ اب کیا ہوگا - مکان کا انتظام نہیں راستہ ٹھیک نہیں اور حضرت اقدس کے ہمراہ بچوں اور مستورات کا ساتھ ہے - بعد مشورہ یہ رائے ہوئی کہ دو آدمی اسی وقت بھیجے جاویں جو حضرت کو اس سفر سے روک دیں - اسوقت حضرت مولوی محمد علی صاحب کی فراست اور ایمان نے بڑا ہی مزا دیا انہوں نے کہا کہ بھیجنے کو آدمی بھیج دو سب کچھ مشکلات عرض کر دو مگر یہ قوم (ماہیہ) اپنے ارادوں سے باز نہیں رہا کرتی کیونکہ ان کا استقلال بھی راست ہوتا ہے آخر وہی ہوا - حضرت اقدس راستہ کی ان خطرناک تکالیف پر فتح پاتے ہوئے گورداسپور پہنچ ہی گئے - ہماری غرض اس واقعہ سے قصہ گوئی نہیں بلکہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ ان لوگوں کا استقلال خارق عادت استقلال ہوتا ہے -

غرض

حضرت اقدس نے جو گاڑی روانگی کے لئے تجویز کی تھی وہی قائم رکھی اور اس بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب دار الامان سے روانہ ہوئے -

روانگی از قادیان

۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کا نظارہ قادیان میں ایک قابل دید نظارہ تھا جبکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اور اُسکا پاک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ کے سفر کے لئے دار الامان سے چلنے کو طیار تھا - کل احمدی قوم قریباً موجود تھی - کچھ تو حضرت اقدس کی مشایعت کے لئے اور کچھ آپ کے ہمراہ جانے کو طیار تھے - مدرسہ کے بہت سے طالب علم اور استاد اور بہت سے لوگ بٹالہ تک آپ کے ہمراہ چلنے کو آمادہ تھے - بہرحال ۴ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت اپنے خدام کے زمرہ میں دار الامان سے روانہ ہوئے - ایک درجن سے زیادہ خدام حضور کے ہمراہ تھے اس سفر میں حضور کے ہمراہ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور خاندان رسالت کے دوسرے ممبر بھی تھے - اسلئے رتھ کے علاوہ فینس بھی ساتھ تھی - یہ شاندار قافلہ جس میں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعود جا رہا تھا عجیب شان سے روانہ ہوا -

مسیح موعود اور مسیح ابن مریم

مسیح ابن مریم کو بھی بعض اوقات اپنے ملک میں سفر کرنا پڑا تھا اور انکی جو حالت ہوتی تھی وہ ان لوگوں سے جنہوں نے انجیل پڑھی ہے پوشیدہ نہیں ہے - یہانتک کہ کوئی انہیں جانتا بھی نہ تھا - سب سے زیادہ جلال انجیل میں وہ بیان کیا گیا ہے جب وہ ایک گدھی کے بچے پر سوار جا رہے تھے - اسکے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کو وہ جلال اور شوکت نصیب ہوئی ہے جسکے لئے ہم بلا خوف لکھتے ہیں کہ صاحب انجیل کو ہرگز نہیں ملی بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا - اور اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ صحف سابقہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی دو آمدوں کا ذکر پایا جاتا ہے - ایک تو وہ پہلی آمد ہے اور دوسری وہ آمد ہے جو **جلالی** اور **پُر شوکت** آمد ہے - خود عیسائیوں نے بھی اسی امر کا اعتراف کیا ہے اور یہ اعتراف انکو مجبوراً کرنا پڑا ہے کیونکہ پہلی آمد بہی کمزور اور ناقص تھی کہ آخر انکو اس جلال و شان کو دوسری آمد پر ملتوی کرنا پڑا اور حقیقت بھی اسیطرح پر ہے - درحقیقت ساری شان و شوکت اور جلال اسی دوسری آمد کے لئے رکھا گیا تھا - جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حصہ میں آئی ہے - یہی وجہ ہے جو خدا کا برگزیدہ کہتا ہے - ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✠ اس سے بہتر غلام احمد ہے

بہرحال ایک عجیب شان کے ساتھ حضور روانہ ہوئے -

حضور کا پیادہ پا سفر

اعلیٰ حضرت کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ آپ چہل قدمی کرتے رہتے ہیں اور گو ایک عرصہ سے سلسلہ سیر صبح کا بند ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضور کو اس امر کا خاص شوق ہے اور یہ طریق آپکی صحت کے لئے علی العموم عمدہ اور مفید ہے - جب سے حضور نے ہوش سنبھالا ہے اور تنہائی اختیار کی ہے یہ معمول آپکا ثابت ہے کہ بیت الذکر کے سامنے صحن میں ہمیشہ ٹہلتے رہتے تھے بلکہ ہمارے ناظرین اس بات کو سن کر حیران ہونگے کہ آپ اکثر تالیفات کا کام بھی ٹہل کر ہی کیا کرتے ہیں صحن کے دونو طرف چھوٹے چھوٹے طاقچوں میں دوات رکھی اور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے گئے - ٹہل کر پڑھنا تو اکثر نے سنا ہوگا مگر یہ کم دیکھا یا سنا ہوگا کہ ٹہل کر لکھا بھی جاتا ہے - غرض اسی عادت اور مذاق کے موافق نصف راستہ طے کر لینے کے بعد حضور نے پا پیادہ سفر اختیار کیا اور پالکی سے اتر کر پیدل چلتے رہے اور آپکے ساتھ بہت بڑا مجمع خدام کا بھی پیدل چلتا رہا - اور قریب آٹھ بجے کے حضور بٹالہ پہنچ گئے -

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ ریلوی سٹیشن سے سیالکوٹ تک ایک سکنڈ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس ریزرو کرائی گئی تھی بٹالہ سٹیشن پر جماعت بٹالہ نے آکر شرف نیاز حاصل کیا - ایک صاحب نے عرض کیا -

"کہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی محنت و تکلیف نہ اٹھانی پڑے اور کمال حاصل ہو جاوے "

اسپر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

حصول کمال کیلئے مجاہدہ شرط ہے

کہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ گذرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اور سعی اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کر لیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں صوفیا کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر ان سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پھونک مارنے سے ولی ہو جاویں - ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا ہے کہ پھونک کیواسطے بھی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ پھونک بھی دور سے نہیں لگتی - قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لیس للانسان الا ما سعیٰ** یعنی کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کر سکتا - یہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے پھر اس کے خلاف اگر کوئی کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ خدا تعالیٰ کے کاموں کو توڑتا ہے اور اسے آزماتا ہے اسلئے محروم رہے گا - دنیا کے عام کاروبار میں بھی تو یہ سلسلہ نہیں ہے کہ پھونک مار کر کچھ حاصل ہو جائے یا بدون سعی اور مجاہدہ کے کوئی کامیابی مل سکے - دیکھو آپ شہر سے چلے تو سٹیشن پر پہونچے اگر شہر سے ہی نہ چلتے تو کیونکر پہونچتے - پاؤں کو حرکت دینی پڑی ہے یا نہیں اسی طرح سے جسقدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اوّل انسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے جب وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت ڈالدیتا ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں - اسلئے فرمایا ہے - **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** پس کوشش کرنی چاہیے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے -

اس قسم کے ذکر اذکار اور خدام کی ملاقات میں گاڑی کا وقت آ پہونچا - اور **دس بجے** کے قریب گاڑی نے روانگی کا وسل دیا - **پلیٹ فارم** پر ایک خاصہ اژدھام تھا - اور عام لوگ حضرت اقدس کی زیارت کر کے سرور حاصل کر رہے تھے - قادیان کی جماعت جو سٹیشن تک حضرت اقدس کو چھوڑنے گئے تھے واپس دار الامان پہونچی اور چند ہی منٹ کے اندر گاڑی سٹیشن سے نکل کر آنکھوں کی نظروں سے غائب ہو گئی اور خدا کا محبوب امرتسر کی طرف روانہ ہوا -

امرتسر ریلوی سٹیشن

بٹالے سے گاڑی روانہ ہو کر درمیانی سٹیشنوں سے گذرتی ہوئی ۱۱ بجے کے قریب امرتسر پہونچی امرتسر کی جماعت نے پہلے ہی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عریضہ عرض کر رکھا تھا کہ وہ کھانا لیکر حاضر ہونگے - اور حضرت نے ان کی دعوت کو منظور فرمایا تھا گاڑی کے پہونچنے سے پہلے ہی امرتسر کی جماعت سٹیشن پر استقبال اور حصول زیارت کے لئے حاضر تھی - لیکن حضرت اقدس کا نام اور دعویٰ کوئی ایسی چیز نہیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نکرے اسلئے گاڑی کے پہونچتے ہی ہر طرف سے لوگ دوڑے ہوئے گاڑی کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور خود احباب کو مصافحہ کرنا مشکل ہو گیا ایک دوسرے سے پہلے چاہتا تھا کہ میں آگے بڑھوں جن لوگوں نے یہ نظارہ دیکھا ہے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر کشش دلوں میں پیدا ہو گئی تھی - موافق تو موافق مخالف بھی کھچے چلے آتے تھے - اس مقام پر کچھ لوگوں نے **حضرت** کے سلسلہ میں بذریعہ **بیعت** شامل ہونے کا فخر حاصل کیا امرتسر کی جماعت نے مسافران سیالکوٹ کو بڑی فیاضی اور کثرت سے گاڑیوں میں کھانا کھلا دیا - گاڑی کی روانگی تک ایک میلہ سا لگا رہا - جو لوگ گاڑیوں میں سوار ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسوقت مستقل سے مستقل مزاج ایک قسم کی گھبراہٹ اور جلدی میں ہوتا ہے - کہ مبادا سوار ہونے سے رہ نہ جاؤں - لیکن اس **وجود** میں کچھ ایسی خوبی اور جذب تھا کہ دیوانہ وار مسافر اس کی طرف تکتے تھے اور انہیں یہ خیال ہی نہ ہوتا تھا کہ گاڑی میں سوار ہونا ہے - کاش وہ لوگ جو مخالفت پر آمادہ ہوئے ہیں ان باتوں پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا یہ جذب کشش کسی مفتری منصوبہ ساز کو دیا جاتا ہے ؟ ہرگز نہیں -

۱۲ بجے کے بعد گاڑی نے امرتسر سٹیشن کو چھوڑا اور بہت سی روحوں کو اسی شوق میں مضطرب چھوڑ کر آگے نکل گئی -

اٹاری سٹیشن

اس دن ریلوی لائن کے ارد گرد کے دیہات میں

کچھ ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ گاڑی کے سٹیشن پر پہونچنے سے پہلے ہی ایک معمولی سے معمولی سٹیشن پر بھی ایک خاص اژدہام اور ہجوم زائرین کا ہوتا تھا بجالیکہ کوئی شخص کسی کو کہنے نہیں گیا تھا اور ابھی حضور کی روانگی کی خبر عام طور پر شائع بھی نہ ہو چکی تھی اس سٹیشن پر بھی غیر معمولی مجمع ...... موجود تھا لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ تاری کے سٹیشن ماسٹر نے چند آدمیوں کو صرف اندر آنے کی اجازت دی یہ بڑا بھاری روحانی ظلم ہے۔ جو ان لوگوں پر کیا گیا ہے جنکو باہر رکھا گیا اگرچہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نیک ارادوں کی وجہ سے ثواب حاصل کرنے والے انشاء اللہ تعالیٰ ٹھہرینگے لیکن **سٹیشن ماسٹر** صاحب کی بیجا سختی نے ان کو اس مقصد عظیم سے روکے رکھا جسکے لئے وہ آئے تھے ریلوے اتھارٹیز کو ایسے امور پر نوٹس لینا چاہئے اگر ایسے سٹیشنوں پر پلیٹ فارم ٹکٹ نہ ہوں تو کیوں **اجازت** لے کر اندر جانے والوں کو روکا جاوے بجالیکہ وہ ایک نیک غرض اور پاک مقصود کے لئے جاتے ہوں دنیا میں تو ممکن ہے کہ ایسے سٹیشن ماسٹر سے کوئی استفسار نہ ہو لیکن خدا تعالیٰ کے حضور وہ ضرور **یصدون عن سبیل اللہ** کے زمرہ میں جوابدہ ہوگا۔ بہر حال جن لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی تھی وہ نہایت اخلاص سے آکر ملے اور اپنے احمدی بھائیوں اور اپنے سید و مولا امام کے حضور انہوں نے دودھ کی دعوت پیش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور ساتھ ہی ٹکٹ لیکر خود بھی سوار ہوگئے اور اس چند منٹ کی صحبت احباب کو بھی انہوں نے اکسیر سمجھا۔

وارگا سٹیشن

وارگا ایک مختصر سا فلیگ سٹیشن ہے وارگا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں عیسائیوں نے اپنا احاطہ بنایا ہوا ہے اور کچھ مشنری عورتیں یہاں رہتی ہیں ان کی سعی اور کوشش سے یا بالفاظ دیگر انکے مفاد کے لئے یہ سٹیشن بنا ہوا ہے۔ اس سٹیشن پر خدا کے فضل و کرم سے بابو محمد ایوب بکنگ کلرک احمدی ہے جسے ریلوی کام کی کثرت کی وجہ سے شاید بہت کم فرصت قادیان آکر حضرت کی زیارت کی ملتی اور اس تقریب پر اسے جنگل میں پڑی ہوئی روح کو سیراب ہونے کا موقع خود بخود مل گیا۔

میاں میر

ایک بجے کے بعد گاڑی میاں میر سٹیشن پر پہونچی۔ جو ایک فوجی چھاؤنی ہے اتفاق سے کئی احمدی جماعت اس مقام پر اتر کر دوسری گاڑی میں واپس ہوئی یہاں بھی بعض مخلصین کو زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

لاہور سٹیشن

ریلوی سٹیشن پر یوں تو عام طور پر ایک عجیب دلکش نظارہ ہوتا ہے۔ لیکن آج غیر معمولی رونق اور بھیڑ بھاڑ تھی۔ احمدی جماعت تو لازماً موجود تھی مگر دوسرے لوگ بھی جو مذہبی معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کو موجود تھے لاہور کے ریلوی سٹیشن پر اس کثرت سے اژدہام تھا کہ وہاں کے روزانہ پیسہ اخبار کو بھی باوجود مخالفت کے اسکا اعتراف کرنا پڑا ہے اور ابھی قریباً دو مہینے قبل حضرت اقدس لاہور میں رہ کر آئے تھے اس صورت میں اگر قیام لاہور میں آپ کو پوری کامیابی نہ ہوئی ہوتی تو چاہئے تھا کہ اسوقت دوسرے مذاہب کے لوگوں میں سے ایک بھی وہاں نہ ہوتا لیکن احمدیوں کے سوا۔ ہندو و مسلمانوں کے فہمیدہ لوگوں کا ایک خاصہ مجمع اس تقریب پر تھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے نام میں کچھ غضب کی تاثیر اور جذب ہے جو مخالف سے مخالف کو بھی اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور جب ہم آج سے پچیس برس پیشتر پر نظر کرتے ہیں اور حضرت اقدس کے حالات کو سنتے یا پڑھتے ہیں تو اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ یہ اثر اور جذب اسی وقت سے پیدا ہوا ہے جب سے کہ حضرت احدیت نے مامور کرکے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے۔ سچ ہے ؎

برکسے چوں مہربانی مے کنی * از زمینی آسمانی مے کنی

خود کنی و خود کنانی کار را * خود دہی رونق تو این بازار را

غرض ریلوی سٹیشن پر ایک صف آرا فوج معلوم ہوتی تھی جو رب الافواج کے برگزیدہ کے استقبال اور زیارت کے واسطے موجود تھی۔ یہاں بھی مسافروں اور اجنبیوں کا یہ حال تھا کہ خواہ نہ خواہ اسی گاڑی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام رکھا۔ اور یہاں چونکہ گاڑی کو کچھ عرصہ تک ٹھہرنا تھا اسلئے لاہور کی احمدی جماعت کو اچھا موقع حصول ملاقات کا مل گیا۔

۲ بجے کے قریب آخر گاڑی نے اس سٹیشن کو بھی الوداع کہا۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ لاہور کے ریلوی سٹیشن پر بھی بہت سے لوگوں کو اندر آنے سے روکا گیا تھا۔ اور پلیٹ فارم ٹکٹ بھی بند کر دیا تھا۔ انگریزی انسپکٹر انتظام کے لئے موجود تھا۔

بادامی باغ

بادامی باغ کے سٹیشن پر ہمارے محترم ہمعصر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا مولوی صاحب نے سمجھ لیا تھا۔ کہ لاہور کے سٹیشن پر ملاقات کرنا کوئی سہل امر نہیں ہے اسلئے وہ بادامی باغ آملے اور چونکہ مقدمہ کے متعلق انہیں لاہور میں رہ کر کام کرنا تھا اسلئے یہاں سے ہی واپس ہوئے۔ اور گاڑی حدود لاہور سے نکل گئی۔ مسافران سیالکوٹ نے گاڑیوں میں ہی نماز ظہر ادا کرنی شروع کر دی۔

اسیطرح پر دوسرے سٹیشنوں پر حضرت کی زیارت کے لئے لوگ آتے تھے۔ آخر گاڑی گوجرانوالہ کے سٹیشن پر پہونچی۔

گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع خاص گوجرانوالہ کے علاوہ اردگرد کے دیہات سے آئے ہوئے لوگوں کا بھی موجود تھا بیان کرنیوالے کہتے ہیں کہ اس مجمع کی تعداد کسی حالت میں سات آٹھ سو سے کم نہ ہوگی۔ اس مجمع میں کثرت کے ساتھ اہل ہنود بھی تھے۔ حضرت اقدس کی گاڑی کے سامنے ایک میلہ لگا ہوا

تھا۔ احمدی احباب نے مصافحہ کیا اور خدا کے برگزیدہ پر سلام کہا۔ وقت معینہ پر گاڑی یہاں سے بھی چلی گکھڑ کے سٹیشن پر بھی باوجودیکہ وہ ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے پچاس سے زیادہ آدمیوں کا مجمع تھا۔ جس **شوق** جوش اور اخلاص سے یہ لوگ آتے تھے اور گاڑی کی طرف لپکتے اور دوڑتے تھے وہ نظارہ کچھ قابل دید ہی تھا۔ اسے کسی جرنلسٹ کا قلم تو کیا شاعری کی بلند پروازی بھی ادا نہیں کر سکتی۔ ان زائرین کو بھی چند منٹ کی ملاقات کے بعد شوق زیارت تیز کرکے گاڑی نے وہیں چھوڑا اور وہ سراسیمہ ہو کر دوڑتی ہوئی گاڑی کی طرف دیکھتے رہے اور گاڑی سیٹیاں مارتی ہوئی گویا خدا کے محبوب کو اپنا سواد سمجھکر اتراتی ہوئی سٹیشن سے نکل گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وزیر آباد سٹیشن پر جا کر کھڑی ہوئی۔

وزیر آباد ریلوی سٹیشن

وزیر آباد ایک جنکشن سٹیشن ہے جہاں سے سیالکوٹ کی طرف گاڑی جاتی ہے۔ اور ایسا ہی لائلپور وغیرہ کیطرف بھی یہاں ہی سے گاڑی جاتی ہے غرضیکہ یہی وہ سٹیشن ہے جہاں سے حضرت اقدس نے سیالکوٹ کی طرف جانا تھا اور سیالکوٹ یہاں سے قریباً ایک گھنٹہ کی راہ تھی۔

اس سٹیشن پر بہت بڑا مجمع زائرین کا موجود تھا۔ اور جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ وزیر آباد میں ابھی احمدی جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے تو اس کثرت سے آئے ہوئے لوگوں کا دیکھنا حیرت میں ڈالتا تھا۔ اور خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ وزیر آباد میں حافظ عبد المنان جیسا مخالف موجود ہے۔ اور وہ اپنی جگہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ لوگوں کو سلسلہ عالیہ سے بدظن کرتا رہے اور کوئی دقیقہ کوشش کا داخل ہونے سے روکنے میں اٹھا نہ رکھے۔

وزیر آباد کے سٹیشن پر اسقدر انبوہ فی الحقیقت غیر معمولی بات تھی۔ جس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی عظمت اور شوکت کا پتہ لگتا تھا۔ چونکہ ریزروڈ گاڑیوں کو کاٹ کر اس ٹرین کے ساتھ لگانا تھا۔ جو سیالکوٹ جانے والی تھی۔ اسلئے ان گاڑیوں کو دور نالہ پلکو کے پل تک لیجانا پڑا۔ اس وقت خیال کیا جاتا تھا کہ اب لوگ الگ ہو جائینگے مگر لوگوں کا بڑھا ہوا شوق گاڑی کے دونوں طرف انکو لے بھاگا اور انہوں نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ مبادا ہم کچلے جائیں۔ گاڑی کے ساتھ ساتھ دونوں طرف مخلوقات بھاگی جاتی تھی۔ آخر وہ گاڑیاں کاٹ کر سیالکوٹ والی ٹرین سے لگادی گئیں اور لوگوں کا ہجوم بدستور اسوقت تک رہا جب تک کہ گاڑی سٹیشن سے نکل گئی۔

وزیر آبادی احباب کی دعوت

اس امر کا اظہار اس موقع پر نہ کرنا غالباً سخت ناانصافی ہوگی کہ ہماری وزیر آبادی جماعت کے معزز رکن شیخ غلام رسول اور شیخ احمد جان صاحب مالکان کارخانہ سوڈا واٹر نے نہایت فراخدلی کے ساتھ حضرت اقدس اور آپ کے ہمراہی جماعت کی دعوت لیمونیڈ سے کی۔ کثرت کے ساتھ انہوں نے

پانی کی بوتلیں اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کیں یہہ **اخوت** یہ محبت بجائے خود حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت ہے کہ اس شخص کی تعلیم میں وہ اتحاد اور قوت ہے کہ مختلف طبقات کے لوگوں کو ایک کر دیا ہے اور امیر غریب سب ایک پلیٹ فارم پر کھڑے کر دئے ہیں غرض گاڑی سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوئی۔ چونکہ کثرت مخلوق اور ہجوم میں بہت سے لوگوں کو حضرت اقدس سے مصافحہ کرنے کا شرف نہ مل سکا تھا اسلئے اکثر احباب ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہوگئے اور سیالکوٹ اور وزیر آباد کے درمیانی سٹیشنوں پر جہاں جنکو موقع ملا اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوا۔

سوہدرہ

سوہدرہ ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے جہاں گاڑی بہت ہی کم عرصہ غالباً منٹ دو منٹ کھڑی ہوتی ہوگی اس دو گھڑی دوپہر اور کم فرصتی کو بھی غنیمت پاکر اکثر خدام حضرت نے شرف نیاز حاصل کر لیا علیٰ ہذا القیاس دوسرے سٹیشنوں پر بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ آخر منزل مقصود آپہونچا۔ یعنی

سیالکوٹ ہاں پیارا سیالکوٹ۔ بلکہ مبارک سیالکوٹ

سیالکوٹ کے متعلق ہم نے جو یہ الفاظ لکھے ہیں انہیں مبالغہ نہیں بلکہ انکی تہ میں حقیقت ہے جو ہم بعد میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ کچھ ایسا قابل دید تھا کہ کسی جادو نگار کا قلم اور نازک خیال شاعر کا دماغ بھی اس نظارہ کو ادا کرنے کے قابل نہیں۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کہ مصور اور فوٹوگرافر کسی نظارہ کو اچھی طرح دکھا سکتا ہے۔ مگر اے ہمارے پڑھنے والو یقیناً سمجھو کہ اس مقام پر مصور کا قلم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور فوٹوگرافر بھی (باوصفیکہ آج اس فن میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئی ہیں) کمال دکھانے سے عاجز ہے۔ وہ نظارہ فی الحقیقت **قابل دید** ہی تھا۔

اس نظارہ کے دیکھنے والے ایک دو نہیں ہزارہا انسان تھے پھر انمیں ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ تھے۔ سید ہے سادے پرانے زمانہ کے بڑے بوڑھے۔ بچے نوجوان۔ امیر۔ غریب۔ حکام۔ حضرت اقدس کے مخلص۔ مخالف۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ پھر انمیں سے عالم و جاہل۔ شاعر۔ صوفی اور خلاف مزاج۔ غرض ہر قسم کے لوگ تھے اور ہر ایک اپنی اپنی نظر اور آنکھ سے اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا پھر اسقدر متضاد خیالات متضاد طبیعتوں کے لوگوں کے نکتہ **خیال** کو آن واحد میں پا جانا ایک معمولی جرنلسٹ کے لئے آسان نہیں ہے۔

لیکن ہم اپنے ناظرین کو مایوس کرنا نہیں چاہتے ہم انہیں مختلف نظروں سے اس نظارہ کو خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے دکھانے کی کوشش کرینگے ممکن ہے کہ ہم اس میں پورے کامیاب نہ ہوں کیونکہ

بہر حال وہ پھر ہماری اپنی نظر ہے۔

لیکن **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ**۔ ہمارے ناظرین

ہماری آنکھہ سے مختلف نظروں کو معائنہ کریں۔ اور یہ بھی کسی تائید یافتہ روح کے فیض کا اثر سمجھیں جو ایک کمزور شخص مختلف نظروں کو آن واحد میں ایک نظر سے دیکھہ لیتا ہے۔

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ عام نظر میں

ہر چند جماعت سیالکوٹ نے کوشش کی تھی کہ اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی ایسی گاڑی میں وہاں پہونچیں جو دن کے وقت سیالکوٹ پہونچتی ہو لیکن ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ اعلےٰ حضرت نے کسی حال میں بھی اپنے پروگرام کو نہیں بدلا اور جس گاڑی میں روانہ ہونیکا عزم فرما چکے تھے اسی گاڑی میں روانہ ہوئے اور یہ گاڑی سیالکوٹ سٹیشن پر چھہ بجے کے بعد پہونچی جب کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور تاریکی اپنا اثر سطح زمین پر ڈال رہی تھی۔

ایسی حالت میں ایسے وقت میں لوگوں کا اپنے کاروبار چھوڑ کر سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کے لئے آنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اصل تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جگہ کچھہ ایسے کھنچے گئے تھے کہ وہ رک سکتے ہی نہ تھے۔

جس طرف نظر جاتی تھی آدم زاد ہی آدم زاد نظر آتا تھا۔ ہمارے احباب سیالکوٹ کو غالباً اس نظارہ کو دیکھہ کر اپنی اس تجویز یا خیال پر ضرور تاسف ہوا ہوگا جو انہوں نے حضرت اقدس کے دن کی گاڑی میں آنے کے متعلق سوچا تھا کیونکہ اسوقت کی بیشمار مخلوق کا جمع ہو جانا انکی امیدوں سے بڑھا ہوا تھا۔ بلکہ ہم صاف طور پر یوں کہیں کہ انکا ایمان بڑھ گیا ہوگا۔ کیونکہ گاڑی کے پہونچنے کا یہ وقت ایسا تھا جبکہ لوگ اپنے دن کے کاروبار سے فارغ ہوکر آرام کرنے کے لئے گھروں کو جاتے ہیں مگر آج انہیں کوئی غیر معمولی کشش تھی جو انکو بجائے آرام کرنے کے دکھہ اٹھانے کے لئے کھینچے لاتی تھی کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اسقدر انبوہ اور ہجوم میں آرام کے ساتھہ چلنا ناممکن ہے انہیں علم تھا کہ دھکے پر دھکے پڑیں گے اور پولیس اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے امن قایم رکھنے کے لئے مناسب موقع کارروائی کر کام لے گی۔ لیکن ان لوگوں کو پولیس کی جھڑکیاں اور گھرکیاں ایک دوسرے کے دھکے کھانے منظور تھے دن بھر کی کوفت میں اس کوفت اور تکان کا اضافہ پسند خاطر تھا لیکن سٹیشن پر

مرزائے ما

کو دیکھنا ضروری تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے اس امر پر سوچو کہ اگر یہہ جذب اور کشش حضرت مسیح موعود کا نہ تھا تو کون تھا جو شہر میں منادی کرنے گیا تھا۔ کہ تم شام کو چھہ بجے کے بعد (جبکہ دن بھر کی محنت مزدوری سے تھکے ماندہ ہوکر آرام کرنے جاتے ہو) گھر کی بجائے سٹیشن پر آجانا اگر عام طور پر منادی بھی کرائی جاتی اور لوگوں کا فرض قرار دیدیا جاتا بلکہ کچھہ سزائے جرمانہ بھی مقرر ہو جاتی کہ جو نہ آئے گا اسے سزا دیجائے گی۔ اور مسیح موعود کی بجائے کوئی اور شخص آنیوالا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ جرمانہ ادا کرنا پسند کرتے لیکن نہ آتے پر نہ آتے۔ برخلاف اس کے آج سے ایک ہفتہ سے بھی زاید عرصہ پہلے سے مخالف مولویوں اور یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق لوگوں نے بہت کوشش کی تھی کہ کوئی شخص سٹیشن پر نہ جاوے اور اگر کوئی مسلمان وہاں گیا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائیگی اس قسم کے اقرار اور حلف لوگوں سے ان دشمنان حق نے لئے تھے لیکن دلوں میں کچھہ ایسی زبردست تحریک اور جوش تھا کہ انہوں نے ان لوگوں کے فتوی کے موافق طلاق واقعہ کر لینا آسان سمجھا لیکن یہ اپنی روح پر گراں سمجھا کہ وہ سٹیشن پر نہ آئیں۔

ایسی حالت کا اندازہ کرکے اور اس مخالفت کے جوش کو دیکھہ کر خدا کے محبوب کی عظمت اور بھی دل میں بڑھ جاتی ہے اور سچ مچ یقین نہیں بلکہ **عین الیقین** ہو جاتا ہے کہ یہ **جذب** اور کشش اسی کی راستبازی اور حقانیت کا تھا۔ جو ہزاروں ہزار سلاسل کو توڑ واکر کھینچ لاتا تھا۔

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ

براہین احمدیہ میں عرصہ دراز گذرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو مندرجہ حاشیہ الفاظ میں بشارت دی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کیجاوے۔ پس اس سے بڑھ کر **تُعْرَفُ بَیْنَ النَّاسِ** کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ ہم **اہل دل** اور **اہل انصاف** لوگوں کے پاک جذبات کو اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ پچیس سال پیشتر ایک شخص اس امر کو شایع کرتا ہے اور آخر وہ پیشگوئی بلا تفاوت مو بمو اسی رنگ میں پوری ہوتی ہے۔

غرض

اس نظارہ کو جب ہم عام نظر سے دیکھتے ہیں اور مولویوں اور مخالفوں کے مسلمانوں سے سٹیشن پر نہ آنے کے عہد اور قسم لے لینے کے بعد اسقدر مجمع کو پاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں بے اختیار سر جھک جاتا ہے۔ اور اسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے کہ لاریب

بر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

سٹیشن پر اور سٹیشن سے شہر تک مخلوقات کا اندازہ بروایات مختلفہ ۱۲ سے پندرہ ہزار تک کیا گیا ہے اور یہ کہنا تو ہرگز مبالغہ نہیں کہ جس راہ سے آپ شہر میں داخل ہوئے۔ اس راہ پر سٹیشن سے لیکر فرودگاہ تک دوکانوں اور مکانوں کی چھتوں اور بازار کے دور ویہ میں آدم زاد کے سوا اور کچھہ نظر نہ آتا تھا۔ اور اس حصہ کی تمام مخلوق گویا امڈ رہی تھی۔

سٹیشن پر انتظام

سیالکوٹ کے مقامی حکام خصوصاً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے قیام امن اور انتظام کے لئے پہلے سے پوری تدابیر کی ہوئی تھیں۔ اسقدر انبوہ میں ممکن تھا کہ کسی نہ کسی قسم کی کوئی بدنظمی ہو مگر حکام سیالکوٹ نے اپنے حسن انتظام سے اسکو ناممکن کر دکھایا۔ انہوں نے جو کچھہ کیا اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے کیا لیکن وہ پھر بھی ہماری خاص شکر گذاری کے قابل ہیں اور خدا کرے کہ ایسے حکام ہر جگہ ہوں۔ ہمارے مخدوم آغا محمد باقر خان صاحب آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ بھی ہمہ تن انتظام میں مصروف تھے۔ اس نوجوان رئیس کو ایسا مستعد اور خوش اخلاق پاکر ہماری طبیعت میں خاص ذوق پیدا ہوا اور آرزو ہوئی کہ اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوان مسلمان رئیسوں کو اس قسم کی مستعدی اور خوش اخلاقی اور اپنی اصلاح نفس کا خیال عطا کرے۔ کیونکہ یہی لوگ قوم کا سر ہیں۔

بہرحال انتظامی حالت قابل اطمینان ہی نہ تھی بلکہ قابل شکر گذاری تھی۔

انتظام روشنی

شام کے بعد چونکہ وہاں گاڑی پہونچی تھی اور تاریکی دمبدم پھیلتی جاتی تھی جماعت سیالکوٹ نے روشنی کا کافی انتظام کر دیا تھا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر بطور خیر مقدم مہتابیاں چھوڑی گئیں ہم نے اس نظارہ کو مختلف رنگوں اور نظروں سے دکھانا چاہا ہے اور اس لئے عام نظر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے مختلف نظرین ڈالنے کے لئے وہ مقام رکھیں جہاں ہم لیکچر کا تذکرہ کریں گے۔ کیونکہ وہ دونوں نظارہ ایک ہی قسم کے ہیں۔

اَلْمُخْتَصَر

سٹیشن پر بڑا ہجوم تھا۔ اور اس ہجوم کے حسب حال مقامی حکام کا پورا انتظام تھا۔ احمدی جماعت نے اس پلیٹ فارم پر (جہاں ریزرو گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں جو احاطہ سٹیشن کے دوسری طرف سرائے مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کے متصل لب سڑک واقع ہے) روشنی کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

شہر کو روانگی

پورے انتظام کے ساتھہ بیشمار مخلوق کو ایک طرف کرکے پلیٹ فارم کا وہ حصہ بالکل خالی کرا لیا گیا اور عین گاڑی کے دروازہ پر حضرت کی سواری کی گاڑی لاکر کھڑی کر دی گئی اور حضرت حجتہ اللہ اور ام المومنین اور دوسرے ممبران خاندان رسالت جدا جدا گاڑیوں میں امن اور آرام کے ساتھہ سوار ہو گئے۔

اور جب سب احمدی احباب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سیالکوٹ گئے تھے آرام سے گاڑیوں میں سوار ہو گئے تو یہ شاندار جلوس پولیس اور مقامی حکام کے مناسب موقع انتظام کے ساتھہ شہر کی طرف روانہ ہوا۔ گاڑیوں کے آگے مہتابیاں چھوڑی جاتی تھیں اور گاڑیوں کے دونوں طرف وہ ہزارہا مخلوق ساتھہ ساتھہ بھاگی جاتی تھی۔ خدا کا جری ایک بگھی گاڑی میں بیٹھا ہوا اس انبوہ واژدہام میں جا رہا تھا۔ اور لوگ اس کے دیدار کے لئے دوڑے جا رہے تھے۔ ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں اور سیالکوٹ کی سنجیدہ پبلک اور اسوقت کے ڈیوٹی پر متعین حکام خوب جانتے ہیں کہ اس قسم کا نظارہ پہلے کسی آدمی کے لئے نہیں دیکھا گیا۔

یہ گاڑیاں گویا انسانوں کی سڑک پر جاری تھیں راستہ میں ہر در و دیوار اور ہر سقف و مکان پر آدمی ہی آدمی موجود تھے۔ اور یہ عجیب بات تھی کہ بعض لوگ زیارت کے لئے باوصفیکہ مخالف تھے یہ کہتے تھے کہ ہم تو مرید ہیں نہیں نہ ہونگے۔ اس سے اس محبت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے عام لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی۔ راستہ میں جو لوگ بازاروں کی چھتوں پر تھے انہوں نے ٹھیک اسوقت جب حضور شہر میں داخل ہوئے ایک چراغاں کر دی اور یہ ایسا داخلہ معلوم ہوتا تھا جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھہ داخل ہوئے تھے۔ ہم اس سفر کو بھی بعد میں کسی دوسرے موقعہ پر لکھیں گے۔ (انشاء اللہ تعالےٰ)

فرودگاہ

فرودگاہ کے لئے جناب حکیم حسام الدین صاحب کا محلہ تجویز ہوا تھا۔ کل مہمانوں کے لئے کچھہ ایسے ملحقہ ملتے جلتے مکانات خالی کرائے گئے تھے کہ وہ سارا محلہ جہاں یہ مہمان فروکش تھے ایک محلہ کی بجائے ایک ہی مکان کا حکم رکھتا تھا۔

اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متعلقین کے لئے میر حکیم حسام الدین صاحب کا **ایوان** تجویز ہوا تھا۔ چنانچہ حضور وہاں فروکش ہوئے۔ اور دوسرے خدام اعلےٰ حضرت اپنے اپنے مقام پر جو پہلے سے انکے لئے تجویز ہو چکے تھے۔

سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا حسن انتظام اور مہمان نوازی

سیالکوٹ کی جماعت نے حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ تشریف آوری کی دعوت کرتے وقت خوب سمجھہ لیا تھا کہ سیالکوٹ میں کس قدر مجمع مہمانوں کا ہو جائیگا۔ اور سیالکوٹ کی جماعت نے لاہور میں آکر اس مجمع کو دیکھہ بھی لیا تھا

لاہور میں بجائیکہ حضرت اقدس کی تشریف بری ہوئی تھی اور انکی خبر بعد میں احباب کو پہونچی پھر بھی ایک معقول تعداد احباب کی جمع ہوگئی تھی لیکن سیالکوٹ میں جماعت سیالکوٹ نے خوب سمجھ لیا تھا کہ یہاں لاہور کی نسبت مجمع احباب کثرت سے ہوگا - کیونکہ سیالکوٹ ایک طرح پر سنٹر (مرکز) میں واقع ہے اور گوجرانوالہ گجرات جہلم وغیرہ اضلاع کی جماعتیں سہولت سے وہاں حاضر ہوسکتی تھیں - اس لئے اہل سیالکوٹ کو لاہور کی نسبت بہت بڑے پیمانہ پر مہمان نوازی اور آسائش احباب کا انتظام کرنا پڑا تھا - اور انہوں نے پہلے ہی سے ان امور کو سوچ لیا تھا - علاوہ بریں لاہور میں جو بعض احباب کو بعض امور میں شکایت پیدا ہوگئی تھی ان امور کو بھی جماعت سیالکوٹ نے مدنظر رکھ لیا تھا - حقیقت یہ ہے کہ ایسے مجمعوں کا انتظام اور انکی آسائش و آرام کا پورا لحاظ رکھنا سہل اور آسان نہیں ہوتا - لاہور میں چونکہ اتفاقاً تھی اس لئے اگر کوئی وجہ شکایت احباب بھی پیدا ہوئی تو وہ بالکل نظرانداز کرنے کے قابل ہے - اور سیرچشمی سے بعید ہے - علاوہ بریں میزبانوں اور مہمانوں میں فی الحقیقت کوئی تفرقہ نہ تھی ہم تو ایسے بھی لاہور کی جماعت کی عالی ہمتی سمجھتے ہیں جو اس نے ہمیں مہمان بنایا بجائیکہ میزبان ہی تھے - سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے (جو ہمیشہ سابقت فی الخیرات کی حریص رہی اور خدا کے فضل سے اسے یہ امتیاز بھی حاصل ہوچکا ہے) اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ کسی نوع کی تکلیف کسی بھائی کو ہو - انہوں نے اس سے پہلے کہ خدا کا مسیح و مہدی اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر انکا مہمان ہو ہر قسم کی ضروریات کا کافی سے کافی زیادہ ذخیرہ جمع کر لیا تھا - اور اس سے جہانتک ہم سمجھتے ہیں انکی غرض کوئی نمود و نمائش نہ تھی بلکہ ایسا خیال بھی انکی نسبت کرنا ہمارے نزدیک بدظنی ہے اصل غرض انکے دلوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اکرموا الضیف یعنی مہمانوں کی عزت کرو - کی تعمیل تھی اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح و مہدی کی سنت کی تقلید - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی پاک مجلس میں بیٹھنے کی عزت حاصل کرچکے ہیں اور کثرت سے انہیں موقع ملا ہے - یا جو ہمارے اخبار کے پڑھنے والے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے دل میں مہمان کی کسقدر عزت ہوتی ہے وہ انکی خاطرداری اور تواضع کے لئے کسقدر بیقرار ہوتے ہیں بار بار عملہ مہمان خانہ کو تاکید ہوتی ہے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو پاوے اور مہمانوں کو الگ کہا جاتا ہے کہ یہاں آپ بے تکلفی سے رہیں جس چیز کی ضرورت ہو براہ راست مجھے فوراً اطلاع دو -

غرض ایک دو مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ حضرت اقدس نے عملہ مہمان خانہ کو تاکید کی ہے - اور اکرام ضیف سنت الانبیاء ہمیشہ سے چلی آتی ہے -

پس جماعت سیالکوٹ نے اسی سنت الانبیاء پر اور پھر انبیاء علیہم السلام کے زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر قدم مارا - اور مہمانوں کی تواضع اور انکی دلجوئی اور آرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - قادیان میں اول اول جب سالانہ تعطیلوں کی تقریب پر احباب جمع ہونے لگے اور اس مدرسہ میں سب کے سب فریقیاً ستلے تھے بعض بے موقع چھوٹی باتوں اور کھانے پینے کی قسموں پر کچھ تکرار ہوئی تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو نہایت کراہت سے دیکھا اور ایک اشتہار کے ذریعہ جماعت کی اصلاح کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھیرا دے اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے - اور میں باوجود اپنی صحت و تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے - تو میری حالت پر افسوس ہے - اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں - اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں - اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے - تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں - اور اپنی نمازوں میں اسکے لئے رو رو کر دعا کروں - کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے - اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بجبیں ہوکر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں - کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں - خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہوکر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں - اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے الخ [illegible] تھے - انکا عملی نمونہ اس تقریب پر جماعت سیالکوٹ نے پایا (خدا تعالیٰ ایسی توفیق سب کو دے - آمین) انہوں نے اپنے آرام پر بھائیوں کا آرام مقدم کرلیا تھا کہ دوسرے احمدیوں کو آرام ہو اپنے اپنے گھر مہمانوں کے لئے خالی کردئے - انکے کھانے طعام داری اور آسائش کیلئے ہر مکان میں ضروری سامان پہلے سے مہیا کر رکھا تھا - [illegible] پانی کا کافی سامان [illegible] چیز کی ضرورت ہے - بیماروں کی [illegible] مہمان درخواست کرے [illegible] اگر کسی نے [illegible] بازار میں عطاروں کی دکانیں مخصوص کردی تھیں جہاں کو [illegible] مفت لے سکتے تھے -

تقریر پر تاثیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد نماز جمعہ - ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

بیعت تو اعمال صالحہ کا تخم ہے

میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ابھی بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں

بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی جسطرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے - پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اسکو ختم کردے اور آئندہ آبپاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم بھی ضائع ہو جاوے گا - اسیطرح انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے - پس اگر انسان نیک عمل کرکے اس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع ہوجاتا ہے - تمام مخلوقات مثلاً اسلام ہی بھی اپنے مذاہب کے فرائض میں پابند ہیں مگر ان میں کوئی ترقی نہیں کرتے - اسکی وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کے بڑھانیکا خیال ان کو نہیں ہوتا اور رفتہ رفتہ وہ عمل رسم میں داخل ہوجاتا ہے پس مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تو کلمہ پڑھنے لگے - ہندوؤں کے گھر میں ہوئے تو رام رام کرتے -

یاد رکھو کہ بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے - اگر ساتھ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی شرط لگائے تو ترقی ہوتی ہے - مگر یہ مقدم رکھنا

دین کو دنیا پر مقدم کرنا

تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ امداد الٰہی کی سخت ضرورت ہے - جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں - جسطرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہوجاتا ہے - اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر - تو فضل الٰہی وارد نہیں ہوگا - اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے - چور - بدمعاش - زانی - وغیرہ جرائم پیشہ لوگ ہر وقت ایسے نہیں رہتے بلکہ بعض وقت انکو ضرور پشیمانی ہوتی ہے - یہی حال ہر بدکار کا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں نیکی کا خیال ضرور ہے - پس اس خیال کے واسطے اسکو امداد الٰہی کی بہت ضرورت ہے - اسی واسطے نماز میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا - اور اس میں ایاک نعبد - فرمایا - اور پھر ایاک نستعین یعنی عبادت بھی تیری ہی کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں - اسمیں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے - یعنی ہر نیک کام میں - قویٰ - تدابیر - جدوجہد سے کام لینا یہ اشارہ ہے - نعبد - کی طرف - کیونکہ جو شخص نری دعا ہی کرتا اور جدوجہد نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا جیسے کسان بیج بو کر اگر جدوجہد نہ کرے تو پھل کا امیدوار کیسے بن سکتا ہے - اور یہ سنت اللہ ہے - اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے - مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور کلبہ رانی کرتا ہے یہ تو ضرور زیادہ دانہ کامیاب ہوگا - دوسرا کسان محنت نہیں کرتا یا کم کرتا ہے اسکی پیداوار ہمیشہ ناقص ہی رہے گی جس سے وہ سالانہ سرکاری محصول بھی ادا نہ کرسکے - اور وہ ہمیشہ مفلس رہے گا - اسی طرح دینی کام بھی ہیں - انہیں میں منافق - انہیں میں [illegible] انہیں میں صالح انہیں میں ابدال - قطب - غوث - بنتے ہیں - اور خدا کے نزدیک درجہ پاتے ہیں - اور بعض چالیس چالیس برس سے نماز پڑھتے ہیں مگر ہنوز روز اول ہے اور کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی - نماز روزوں سے بھی کوئی فائدہ خصوصیت نہیں کرتے - بہت لوگ لکھتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور بڑے نماز خواں ہیں مگر کچھ نہیں امداد الٰہی نہیں ملتی اسکا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادات کرتے ہیں ترقی کا کبھی خیال نہیں - گناہوں کی جستجو بھی نہیں - سچی توبہ کی طلب ہی نہیں - پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں اگر انسان بیمار ہو تو کم نہیں - ایسی نماز میں خدا کی طرف سے وصل لاتی ہیں - نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتھ ترقی لاوے - جیسے طبیب کے زیر علاج ایک بیمار ایک نسخہ دس روز استعمال کرتا ہے پر اس سے اسکو روز بروز نقصان ہورہا ہے جب اتنے دنوں کے بعد فائدہ نہ ہو تو بیمار کو شک پڑ جاتا ہے کہ یہ نسخہ ضرور میرے مزاج کے موافق نہیں - اور بدلنا چاہئے پس رسم اور رسمی عبادت ٹھیک نہیں -

نمازوں میں دعائیں اور درود ہیں یہ عربی زبان میں ہیں مگر تم پر حرام نہیں کہ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگا کرو - ورنہ ترقی نہ ہوگی خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جس میں تضرع اور حضور قلب ہو - ایسی ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں - جیسا کہ فرمایا ہے

ان الحسنات یذھبن السیئات

یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں - یہاں حسنات کے معنے نماز کے ہیں - اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے - پس کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا مانگو - اور سب سے بہتر دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے - جب زمیندار ایک زمینداری کا ڈھب سمجھ جاوے گا تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہنچ جاوے گا - اور کامیاب ہو جاوے گا - اسی طرح تم خدا کی ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو - اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں ایک تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں - میری راہنمائی کر - ادنیٰ اور اعلےٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے - بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جاکر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اس کو بھی شرم آجاوے گی پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے حد کریم ہے - کیوں نہ پاوے - پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پالیتا ہے - نماز کا دوسرا نام دعا ہی ہے جیسے فرمایا ادعونی استجب لکم - پھر فرمایا - واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے

ضروری نوٹ - حضرت اقدس کی اس تقریر کو جو اس سے آگے درج ہے ہم پہلے لکھ چکے تھے لیکن یہ مضمون اندازہ سے بڑھ گیا ہے اسلئے سلسلے کے لئے [illegible] آگے پڑھو -

پس میں بہت ہی قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے - بعض لوگ اوسکی ذات پر شک کرتے ہیں - پس میری ہستی کا نشان یہہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو - میں تمہیں پکارونگا - اور جواب دونگا - اور تمہیں یاد کرونگا - اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو - کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو - اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے - وہ شخص تو تمہاری آواز سنکر تمکو جواب دیگا - مگر جب وہ دور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہیں سکوگے - پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری - دور ہوتی جاوے گی تو تم ضرور آواز کو سنوگے - جب سے دنیا کی پیدایش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہہ بات نابود ہو جاتی کہ اوسکی کوئی ہستی ہے بھی پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اوس کی آواز کو سن لیں - یا دیدار یا گفتار - پس آجکل کا گفتار قایم مقام ہے دیدار کا ہاں جبتک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اسوقت تک ہم سن نہیں سکتے جب درمیانی پردہ اٹھہ جاوے گا - تو اوس کی آواز سنائی دے گی - بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ تیرہ سو برس سے خدا کا مکالمہ بند ہو گیا ہے - اسکا اصل میں مطلب یہ ہے کہ اندھا سب کو ہی اندھا سمجھتا ہے - کیونکہ اوس کی اپنی آنکھوں میں جو نور موجود نہیں - اگر اسلام میں یہ شرف بذریعہ دعاؤں اور اخلاص کے نہ ہوتا تو پھر اسلام کچھہ چیز بھی نہ ہوتا اور یہ

اسلام کا خاص امتیاز

بھی اور مذاہب کی طرح مردہ مذہب ہو جاتا - پس تم ان مردوں کی طرف خیال مت کرو - جو خود بھی مردہ اور اسلام کو بھی مردہ بناتے ہیں یہ تو درحقیقت ایسا مذہب ہے کہ جس میں انسان ترقی کرتا ہوا فرشتوں سے مصافحہ جا کرتا ہے - اور اگر یہہ بات نہ تھی تو صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کیوں سکھایا - اسمیں صرف جسمانی اموال کی طلب نہیں کی گئی بلکہ روحانی انعام کی درخواست ہے - پس اگر تم نے ہمیشہ اندھا ہی رہنا ہے تو پھر تم مانگتے کیا ہو - یہہ دعا فاتحہ ایسی جامع اور عجیب دعا ہے کہ پہلے کبھی کسی نبی نے سکھلائی ہی نہیں - پس اگر یہ نرے الفاظ ہی الفاظ ہیں اور اس کو خدا نے منظور نہیں کرنا تو ایسے الفاظ خدا نے ہمیں کیوں سکھلائے - اگر تمہیں وہ مقام ملنا ہی نہیں تو ہم پانچ وقت کیوں ضایع کرتے ہیں - خدا کی ذات میں بخل نہیں سو انبیاء اس لیئے آتے ہیں کہ اون کی پوجا کی جاوے - بلکہ اس لیئے کہ لوگوں کو تعلیم دیں کہ ہماری راہ اختیار کرنے والے ہمارے ظل کے نیچے آجاویں گے - جیسے فرمایا - إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ - یعنی میری پیروی میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے - آنحضرت پر محبوب ہونیکی بدولت یہہ سب اکرام ہوئے مگر جب کوئی اور شخص محبوب بنے گا - تو اوس کو

کچھہ بھی نہیں ملے گا - اگر اسلام ایسا مذہب ہے - تو سخت بیزاری ہے ایسے اسلام سے - مگر ہرگز اسلام ایسا مذہب نہیں - آنحضرت تو وہ مایدہ لائے ہیں کہ جو چاہے اوس کو حاصل کرے وہ نہ تو دنیا کی دولت لائے اور نہ مہاجن بنکر آئے تھے - وہ تو خدا کی دولت لائے تھے اور خود اوسکے قاسم تھے پس اگر وہ مال دیتا نہیں تھا - تو کیا وہ گٹھڑی واپس لیگئے - پس سچ ہے جس کے پاس روشنی موجود نہیں وہ کیسے دعوے کرسکتا ہے - کہ میں روشنی رکھتا ہوں اور تقسیم کرسکتا ہوں - دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - مَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا - انبیاء تو علے وجہ البصیرت سمجھتے ہیں - پس جو لوگ یہہ کہتے ہیں - کہ وہ بصیرت کسی کو نہیں ملے گی - تو گویا یہہ خود اس دنیا سے اندھے ہی جاوینگے -

اگر انکا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سچا ہوتا تو یہہ یقین رکھتے کہ وہ آسمانی مال تقسیم کرنے آئے تھے اور انکا عقیدہ نہ ہوتا کہ یہ امت تمام امتوں سے فوقیت حاصل کرے گی - حالانکہ مانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو وحی ہوئی تھی اب بتاؤ کہ انکے مردوں کو بھی کبھی ایسی وحی ہوئی ہے - لاہور میں ایک مولوی سے میری بحث ہوئی محدث کے لفظ پر کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ محدث وہ ہے جو خدا سے مکالمہ کرتے اور یہ بات حضرت عمرؓ کے متعلق تھی تو اوس مولوی نے جواب دیا کہ چونکہ اسلام در آنحضرت کے بعد مکالمہ الٰہی نصیب نہیں اسلیئے حضرت عمرؓ کو یہ عہدہ نصیب نہیں ہوا - گویا اس امت میں تو دجال ہی آتے رہیں گے -

آثار المسیح

مسیح کے متعلق جس زمانہ کی اطلاع احادیث وغیرہ میں دیگئی ہے وہ یہی زمانہ ہے - سورۂ نور اور بخاری میں - منکم کا لفظ صاف ہے - آثار تمام نمودار ہوگئے ہیں - کسوف وخسوف رمضان میں ہو گیا - طاعون آگئی - یہہ کیسے کھلے نشان تھے - لیکن لوگ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے - نہ تو یہ تارے ہیں - اور نہ خدا مارنے والا ہے - آخر تم جانتے ہو کہ نتیجہ کیا ہوگا - یہی کہ وہ پاک خدا جیتے گا - باوجود اسقدر کھلے نشانات کے جواب یہہ دیتے ہیں کہ تیس دجالوں میں سے یہہ بھی ایک دجال ہے - او کمبختو تمہارے حصہ میں دجال ہی دجال رہ گئے ہیں - بیرونی اور اندرونی بلائیں تم پر آئیں - اور خدا کی طرف سے بھی آیا تو دجال ہی آیا - اول تو تم خود بخود مرتے جاتے تھے - اب ایسی حالت میں خدا نے تم سے یہہ سلوک کیا کہ مرتے کو مارنے کی تجویز ٹھہرائی - کیا خدا کو تم سے کوئی ایسی ہی سخت عداوت تھی کہ سختی پر سختی کر رہا ہے - یہہ انسانی غلطیاں ہیں - تم لوگ ان سے ہوشیار رہو - خدا بڑا کریم و رحیم ہے - جب کسی کے کپڑے پر ہفتہ گذر جاتا ہے تو اسکو فکر لگ جاتی ہے کہ اسکو صاف کرایا جاوے - پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا پر سو کی جگہ ایک سو بیس برس

گذر گئے پر خدا نے تجدید دین کی کوئی تجویز نہ کی اور بجائے تجدید کے دجال بھیجکر اوسکی تخریب کی - اسوقت ۲۹ لاکھہ مسلمان عیسائی ہو چکا ہے - یہہ وہ قوم تھی اگر اس میں سے ایک شخص بھی عیسائی ہوتا تھا تو حشر برپا ہو جاتا تھا دوسری طرف ایک اور خبیث قوم نے سر اٹھایا ہے وہ مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر آریہ بنا رہی ہے مگر ان ہمارے مسلمانوں کو یہی خیال آتا ہے کہ ابھی ہمارے اندر دجال ہی پیدا ہوا ہے - اور خدا نے بھی ان کے ساتھہ یہہ دہوکہ کیا کہ دجال کو صدی کے سر پر بھیجا تاکہ ان کی رہی سہی امید بھی باقی نہ رہے - معلوم ہوا کہ تمہارے اندر بڑے بڑے خبث اور گناہ پوشیدہ ہیں جسکی تمہیں یہہ سزا مل رہی ہے - خدا تعالےٰ نے تو فرمایا ہے - إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی محافظت کریں گے یعنی جب اس کے معانی میں غلطیاں وارد ہوں گی تو اصلاح کے لیئے ہمارا مامور آیا کرینگے - پس تم میرے اوپر خیال مت کرو - بلکہ صدی کے ابتداء بیرونی حملوں - اور اندرونی اعمال کو دیکھکر - تم خود غور اور فکر کرو کہ آیا دجال کی ضرورت ہے - یا مہدی اور مسیح کی -

تعصب بڑی بلاء ہوتی ہے - تعصب والوں نے تو کسی رسول کو بھی نہیں مانا - اور اونکو دوکاندار قرار دیا ہے - حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتے رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ضرور ہمیشہ ساتھہ رہی ہے اور رہیگی - قرآن کریم کا ابتداء - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ سے ہے - رحمان بے مانگے دینے والا - اور رحیم محنت کو نہ ضایع کرنے والا - پس اسوقت رحمانیت اور رحیمیت کہاں گئی - سوچو تو سہی کہ یہہ اوس کے مناسب حال ہے یا کیا؟ اصل میں جب انسان تعصب پر آتا ہے - تو آنکھہ دہندلی ہو جاتی ہے اور جب اوسمیں ترقی کرتا ہے تو وہ نور چھین لیا جاتا ہے - پس ہدایت پانے کا طریق اشتہار بازی نہیں - ان لوگوں سے پوچھو کہ تم ایک دفعہ بھی میرے پاس آئے ہو - اور اپنے اعتراضات کا جواب پوچھا ہے - یا کم سے کم میری تصانیف کو ہی دیکھا ہے - تو جواب دینگے کہ میاں ہم کو ان باتوں کی فرصت نہیں - پھر تم نے جھٹ دجال کا فتویٰ کیوں لگا دیا - پھر ہمنے دین میں کون سی تحریف کی ہے - تم منہ سے نماز اور روزہ کا نام لیتے ہو - اور میں کہتا ہوں کہ انکی روحانیت لو - صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ وہ خدا کہتا ہے جسنے مجھے مامور کیا ہے - اور [illegible] لیئے کہ تمہارے پوست میں کیفیت داخل ہو جاوے -

ہاں تمہارے ہمارے درمیان مسیح کا جھگڑا ضرور ہے - لیکن خدا کی کلام سے زیادہ سچا گواہ اور کوئی نہیں ہو سکتا - ہمیں دوسرے کے قول سے کیا غرض ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول - حق اور سچ ہیں - مگر جو قرآن کریم کے خلاف نہ ہوں - پس ہمیں ایمان محفوظ رکھنے کے لیئے ضروری ہے کہ ایسے قصوں پر جو احادیث میں درج ہیں - قرآن کریم کو مقدم رکھیں - پس ہم تو قرآن کریم کو ترجیح دینگے -

اور جو احادیث قوی طور صحیح ہیں وہ ضرور قرآن کے ساتھہ ہیں - اور ہمارے دعوے میں ہماری موید ہیں - پس ہمارا اور ان لوگوں کا اور کوئی اختلاف نہیں بجز اس کے کہ یہ پوست پر قناعت کرتے ہیں - اور ہم مغز کو چاہتے ہیں - مسیح کی موت کا قرآن نے خود - فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي - میں فیصلہ کر دیا ہے - اگر ہم قبول کریں کہ مسیح ناصری آجتک زندہ ہے تو ہمیں یہ بھی قبول کرنا پڑیگا - کہ عیسائی بھی آجتک راہ راست پر ہیں - اور اسکی قرآن کریم خود تردید کرتا ہے - تَكَادُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ يَتَفَطَّرْنَ - الآیۃ میں - مجھے میرے خدا نے ہزار ہا وحیوں میں مامور کیا ہے - اور وہ وہی بات ہے جو تیرہ سو برس پہلے سے لکھی ہوئی تھی - ہمارا اور انکا کوئی جھگڑا نہیں - اگر شرم وحیا اور ایمان ہو - یہ بھی نہیں - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کل لوگ مسلمان ہو گئے تھے - نہیں - مگر وہی کہ جنکے حق میں سعادت تھی - پس ہمارا کام تو سمجھانا ہے - پس جو شخص مسیح کو زندہ مانتا ہے وہ جھوٹا ہے اور خدا کا منکر ہے - اور جسکو خدا نے مامور کیا ہے اوسکو تو تازہ علم اوسکی وفات کا دیا ہے - پھر اگر انہوں نے مسیح کو ماننا نہیں تو وہ حکم کس بات کا ہوگا - اور ہر ایک مذہب والا اوسکا فیصلہ کسطرح مانیگا - حکم کا لفظ تو صاف دلالت کر رہا ہے کہ ضرور اون لوگوں میں اختلاف اور اغلاط ہونگے جنکا وہ آکر فیصلہ کریگا - پس ہم تو تیسے سچا اتباع نبی کریم اور ترک اغلاط طلب کرتے ہیں اور بس -

پس ہمارے لوگ ہمارے مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں اون کی درشتی کا نرمی سے جواب دیا اور ملاطفت سے سلوک کریں - چونکہ یہہ خیالات مدت مدید سے اون کے دلوں میں ہیں رفتہ رفتہ ہی دور ہونگے - اسلیئے نرمی سے کام لیں - اگر وہ سخت مخالفت کریں - تو اعراض کریں - مگر اسکے لیئے اپنے اندر قوت جاذبہ پیدا کرو - اور قوت جاذبہ اوسوقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنوگے - اور اگر تم صادق نہیں تو تمہاری نصیحت ایسی ہے - جیسے پرنالہ کا پانی موجب فساد ہوتا ہے پس صادق کے واسطے ورزش کی اشد ضرورت ہے - جیسے ایک پہلوان کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے کہ مقابلہ کر سکو - اگرچہ وہ بھی تمہارے جیسا آدمی تھا - جسمانی نشو ونما میں اوس نے ترقی اور ورزش کرکے یہ طاقت حاصل کی پس تم روحانی قوی میں ورزش کرکے روحانی پہلوان یعنی صادق مومن بنو - جو شخص اپنا تو تماشہ نہیں کرتا - وہ اپنے کنبہ کو بھی درست نہیں کر سکتا - پس قوت روحانی پیدا کرو دیکھو - نبی - رسول - سب ایک ایک ہو کر ہی آئے ہیں - مگر وہ صادق اور جاذب تھے - مال کی فراخی اور کمزوری جدا چیز ہے - روحانی قوت ہونی چاہیئے - ہاں کشش میں بھی وہی سعادت مند

نوٹ ضروری - صفحہ ۱۳ پر جو مضمون جنات کے متعلق ہے جیسا کہ اس کے آخر میں نام دیا گیا ہے وہ مولوی محمد فضل صاحب کی ذاتی رائے ہے - ضرور نہیں کہ اکابران ملت اس رائے کے پابند ہوں - ایڈیٹر

ہیں جنکو کچھ مناسبت ہوتی ہے - مثلاً - انجن رہے تو فائدہ نہیں دے سکتا ہے - اگر خوب ہے تو سوگاڑی بہی لے جاویگا - پس گرم اور تاثیر مومن بنو - اس ہماری جماعت کے واسطے خدا کا وعدہ ہے کہ دنیا میں پہیلے گی - پھر اگر طاقت نہ ہو اور اس کے پہیلانے والے اور لوگ ہونگے تو تم نے کیا حاصل کیا -

[illegible]

اب سوال یہ ہوگا کہ طاقت کسطرح پیدا ہوتی ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ صادق اور پکا بندہ بن جاوے تاکہ کسی زلزلہ سے برگشتہ اور منہ پہیرنے والا نہ ہو - صحابہ کرام سارے ہی باخدا اور عاشق تھے مگر آنحضرت اون سے بڑھ کر ایسے وفادار تھے کہ کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا اسی لئے آپ کو سانپوں اور درندوں اور خاردار کانٹوں والا جنگل اس کے درندے حیوانات انسانی شکل میں دکہلائے گئے پھر ملک بہی ایسا اونکے سپرد کیا کہ جس سے بڑھکر دنیا میں کوئی شریر النفس نہ تہا - پھر آنے ایسے وقت پر کہ تمام مردہ اور فساد کی جڑھ تہے جیسے فرمایا ظهر الفساد فی البر والبحر - اور گئے ایسے وقت پر کہ فرمایا - الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الآیہ - اذا جاء نصر الله والفتح الآیہ - اس کو معجزہ کہتے ہیں - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی محبت الٰہی اور قوت جاذبہ آنحضرت کے اندر رہتی - پس خدا کے خاص بندوں اور غیروں میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ قوۃ ایمانی اور استقامت ایسی ہو - کہ کسی رکاوٹ شدیدہ سے باز نہ رہے - اس صفت سے جسکو جتنا حصہ ملا ہے اوتنا ہی وہ برکت کا موجب ہوگا میرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکہو - (۱) نفس امارہ کے مقابل پر تدابیر اور جد و جہد سے کام لو - (۲) دعاؤں سے کام لو - (۳) سست اور کاہل نہ بنو - اور تہکو نہیں -

ہماری جماعت بہی اگر بیج کا بیج ہی رہیگی - تو کچھ فائدہ نہ ہوگا - جو ردی رہتے ہیں خدا انکو بڑہاتا نہیں - پس - تقوی - عبادۃ اور ایمانی حالت میں ترقی کرو - اگر کوئی شخص مجھے دجال اور کافر وغیرہ ناموں سے پکارتا ہے تو تم اسبات کی کچھ بہی پرواہ نکرو - کیونکہ جب خدا میرے ساتھ ہے تو مجھے ان کے ایسے بدکلمات اور گالیوں کا کیا ڈر ہے - فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام کو کافر کہا تہا - ایک زمانہ ایسا آگیا - کہ پکار اٹھا - کہ میں اوس خدا پر ایمان لایا جسپر موسی اور اوس کے متبع ایمان لاتے ہیں - ایسے لوگ یاد رکہو کہ مخنث اور نامرد ہوتے ہیں - یہہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے ایک بچہ بعض اوقات اپنی ماں اور باپ کو بہی ناسمجہی کی وجہ سے گالی دیدیتا ہے - مگر اوس کے اوس فعل کو کوئی برا نہیں سمجہتا -

پس یاد رکہو کہ نری بیعت اور ہاتھ پر ہاتھ رکہنا کچھ بہی سودمند نہیں - جب کوئی شخص شدۃ پیاس سے مرنے کے قریب ہو جاوے - یا شدۃ بہوک سے مرنے تک پہونچ جاوے - تو کیا اوسوقت ایک قطرہ پانی یا ایک دانہ کہانیکا اوسکو موت سے بچا لیگا - ہرگز نہیں جسطرح اوس بدن کو بچانیکے واسطے کافی خوراک اور کافی پانی بہم پہونچانے کے سوا ے مفر نہیں - اسیطرح پورے جتن سے - تہوڑی سی نیکی سے تم بہی بچ نہیں سکتے - پس اس دہوکہ میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتھ پر ہاتھ رکہدیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے - ہدایت بہی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اوسکو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے - اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے - اللہ تعالےٰ نے بہی اسی ابتدائی حالت کیواسطے فرمایا - یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم - یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو اپنے امراض کو دور کرو - دوسروں کا فکر مت کرو - ہاں رات کو اپنے آپ کو درست کرو - اور دنکو دوسروں کو بہی کچھ ہدایت کردیا کرو - خدا تعالےٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے - اور تمہاری کمزوریوں کو تم سے دور کرے - اور اعمال صالح اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے -

(آمین) - والسلام

بہ تسلسل مضمون صفحہ ۶ کالم ۲

قادیان والوں کا خاص احترام

گرحفظ مراتب نکنی زندیقی ہمارے حضرت عموماً اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے ہیں - اور عام طور پر بہی مراتب اور مدارج کا لحاظ رکہا جاتا ہے - سیالکوٹ کے بہائیوں نے دارالامان کے مسافروں اور مہمانوں کا اس تقریب پر خاص احترام کیا جس سے جماعت سیالکوٹ کی اس محبت کا پتہ لگتا ہے - جو اپنے آقا و محبوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے - ورنہ ہم اپنے اندر کوئی خاص قابلیت اور فخر اس احترام کے لئے بہ استثناء بزرگان ملت نہیں رکہتے ہاں بزبان مہدی ہم کہہ سکتے ہیں -

گلے خوشبوئے درحمام روزی - رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری - کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم - ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں درمن اثر کرد - وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

اس سٹی کو تو یہ کہنے کا موقعہ تہا کہ جمال ہمنشیں درمن اثر کرد - لیکن ہم خدا تعالےٰ سے اس اثر کے حصول کے لئے دعا کرتے ہیں - دارالامان والوں کے لئے خصوصاً یہ التزام تہا کہ ہر شخص کا کہانا اسکے [illegible] پر پہونچا دیا جاتا تہا - اور ایسا ہی دوسرے ضعفاء اور بعض احباب کو انکی حسب خواہش کہانا طیار کرکے مکان پر پہونچایا جاتا اور باقی سب احباب کو ایک وسیع صحن میں حسب دستور کہانا کہلایا جاتا تہا - مختصر یہ کہ مہمان نوازی کے پورے لوازمات کو ان لوگوں نے ادا کیا ہر شخص جس فرض پر متعین تہا اوسنے نہایت دیانتداری اور کمال مستعدی کے ساتھ اسے ادا کیا اسلئے ہم کسی خاص شخص کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرسکتے کیونکہ بجائے خود ہر ممبر جماعت سیالکوٹ کا خاص تعریف اور شکر گذاری کے قابل ہے - خدا کرے کہ اس قسم کی ہمت - استقلال - اور فروتنی اور محبت و یگانگت ہم سب میں پیدا ہو - اسکے بعد اگر کسی جماعت نے کبہی اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کو دعوت دی تو امید ہے کہ سیالکوٹ کی جماعت کا انتظام اور انصرام ہمیشہ نمونہ سمجہا جاویگا - ہم اس سلسلہ میں مخدومنا حکیم میر حسام الدین صاحب کا خاص ذکر کریں گے اور کسی دوسرے مقام پر - انشاء اللہ العزیز)

ہاں اسقدر اور اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جماعت لاہور کے بعض معزز ارکان مثل خلیفہ رجب الدین صاحب اور میاں معراج الدین صاحب نے بہی اس تقریب پر انتظامی امور میں جماعت سیالکوٹ کا ہاتھ بٹانے میں سرگرمی دکہائی - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

خیر مقدم

ہم ذوق مضمون کے سلسلہ میں کچھ ایسے محو ہوئے کہ اس امر کا ذکر نہیں کرسکے کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے داخلہ پر شہر میں جماعت سیالکوٹ کی طرف سے چہپا ہوا خیر مقدم بہی تقسیم ہوا تہا اور اکثر جگہ خصوصاً اس محلہ اور ان مکانات میں جہاں مہمان فروکش تہے لگایا گیا - اس خیر مقدم پر مندرجہ ذیل دو شعر تھے -

اے آمدنت باعث آبادیٔ ما
ذکر تو بود زمزمہ شادیٔ ما
سایہ گستر باد یارب بردل شیدائے ما
خضر ما مہدی ما ہادی ما مرزائے ما

غرض

اعلےٰ حضرت ۲۷ - کی شام کو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت کے ساتھ سیالکوٹ پہونچگئے اور اسی محلہ میں جہاں قریباً ۷ برس پیشتر آپ ایک گمنامی کی حالت میں رہ چکے تھے آج ایک عظیم الشان انسان کے رنگ میں فروکش ہوئے - اسی سلسلہ مضمون میں "حضرت اقدس سیالکوٹ میں بحیثیت ایک ... کے" ایک جدا عنوان ہے -

مہمانوں کی کثرت آنا فاناً بڑہ رہی تہی - اور ہر آنیوالی ٹرین ایک معقول تعداد مسافروں کی اس تقریب پر لارہی تہی - جنکو نہایت مسرت کے ساتھ میزبانان سیالکوٹ

اھلًا وسھلًا ومرحبًا

کہنے کو طیار رہتے تھے -

پہلا جمعہ ۲۸ راکتوبر ۱۹۰۴ء

۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کو جمعہ کا دن تہا اسلئے نہایت کثرت کے ساتھ لوگ اسی مسجد میں جو اعلےٰ حضرت کی فرودگاہ سے بالکل ملی ہوئی ہے اور میر حکیم حسام الدین صاحب کی مسجد کہلاتی ہے - وقت مقررہ سے پہلے ہی جمع ہوگئے تھے - مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے نماز جمعہ پڑہائی اور خطبہ سورۃ جمعہ پر پڑہا - ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خطبہ قلمبند نہیں کیا جاسکا ورنہ وہ بہت ہی ضروری تہا - اگر خدا تعالےٰ نے چاہا اور حضرت مولانا کو توفیق ملی تو انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ کسی وقت خود اسے بطور ایک مضمون کے لکہدیں

بعد نماز جمعہ بہت سی مخلوق بیعت کے لئے آگے بڑہی -

اذا جاء نصر الله والفتح وانتهى امر الزمان الينا الیس ھذا بالحق

مسیح ابن مریم کا تو یہ حال تہا کہ ایک ہی دن میں پانچ سو آدمی مرتد ہوگیا تہا - اور یہاں یہ حال تہا - کہ کثرت کے ساتھ داخل سلسلہ ہوتے تھے - براہین احمدیہ میں مندرجہ حاشیہ ایک الہام چہپا ہوا موجود ہے - اور یہ عظیم الشان پیشگوئی تہی جو عرصہ سے پوری ہورہی ہے - سیالکوٹ والوں نے اپنی آنکہ سے اکو پورا ہوتا ہوا دیکہ لیا - یہہ ناممکن اور محال تہا کہ سب لوگ حضرت کے ہاتھ پر ہاتھ رکہکر بیعت کرتے اسلئے یہ قرین مصلحت سمجہا گیا - کہ لاہور کی طرح پگڑیاں ڈالدی جاویں - چنانچہ بارہ پگڑیاں مختلف سمتوں میں ڈالدی گئیں اور اسطرح ۲ مختلف جماعتوں نے بیعت توبہ کی -

بیعت کے بعد اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ نے مناسب موقع وہ تقریر کی جو ہم نے صفحہ ۶ پر درج کی ہے اور صفحہ ۸ کے دوسرے کالم تک چلی گئی ہے -

حکیم الامت کی مجلس کی ایک نظر

حضرت حکیم الامۃ اپنے اس خداداد فن طبابت اور کو دحبہ کی قرآن فہمی ایثار اور بنی نوع انسان کی خدمت کے سچے جوش میں پنجاب ہی نہیں بلکہ دور دور تک مشہور ہیں اور خاص سیالکوٹ میں تو اسوجہ سے کہ جموں میں آپ ایک مدت مدید تک شاہی طبیب رہ چکے تہیں پوری شہرت رکہتے ہیں پس آپ کا ورود سیالکوٹ والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ تہا ہر قسم کے روحانی اور جسمانی مریض آپ کے ورود پر آموجود ہوئے - یہہ دیکہکر اکثر لوگوں کو تعجب ہوتا تہا کہ ستر برس کے قریب کا ایک بوڑہا بغیر کسی قسم کے تکیہ یا سہارہ کے کسطرح دن بہر مختلف امراض کے مریضوں کو دیکہتا رہتا ہے اور تہکتا نہیں اور صرف یہی کام نہیں - کوئی آتا ہے اور ایک اعتراض قرآن کریم یا اسلام پر یا حضرت اقدس کی ذات پر کردیتا ہے اس کے لئے لمبی لمبی تقریریں بہی کرنی پڑتی ہیں - کہانے کے اوقات میں غیر معمولی توقف ہوجاتا ہے - لیکن پھر یہ کس بلا کا انسان ہے جو نہیں تہکتا - یہہ نکتہ ہر شخص کے سمجہنے کا نہیں ہے اسکے لئے ایمان کی چاشنی ہونی چاہیئے - یہہ لوگ جسمانی غذا سے نہیں بلکہ روحانی غذا سے زندہ ہیں - الا بذکر الله تطمئن القلوب خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے -

اس میں کچھ شک نہیں کہ زمانہ اور حوادث کا اثر انکے جسم پر ہوتا ہے لیکن ذکر الٰہی جو ہر وقت انکی مجلس میں ہوتا رہتا ہے - اور یہ کرتے رہتے ہیں وہ انکے قویٰ کی تقویت اور نشوونما کا باعث ہے - غرض

آپ کا شغل یہی رہا کہ روحانی اور جسمانی مریضوں کا مداوا کرتے رہتے۔ شہر کے مختلف حصوں میں بھی آپ کو بعض مریضوں کے دیکھنے کے واسطے جانا پڑا۔ اور مختلف مذاق اور مختلف خیال کے لوگوں سے مذہبی گفتگوئیں بھی ہوتی رہیں آپ نے ایک جامع وعظ بھی انہیں دنوں میں فرمایا جو ہم انشاء اللہ کسی دوسری جگہ درج کریں گے۔

حضرت اقدس کی ناسازی طبع

ناظرین پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ گورداسپور سے واپس آکر کوفت سفر وغیرہ وجوہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسیقدر ناساز ہو گئی تھی۔ اور جو لوگ آپ کے فیض صحبت سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ذرا سی غیر معمولی محنت اور تکلیف آپ کی پرانی بیماری برد اطراف کی محرک ہو جاتی ہے۔ اسلئے ابھی طبیعت پورے معنوں میں بحال نہ تھی جو سفر سیالکوٹ اختیار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحی کی تعمیل میں یعنی لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس کے ارشاد کے موافق وہاں ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو انبوہ خلائق میں زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے اور تقریر کرنے کی وجہ سے حضور کی طبیعت دوران سر وغیرہ سے ناساز ہو گئی۔ اسلئے ۲۹ اور ۳۰۔ اکتوبر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف نہ لا سکے اس عرصہ میں مہمانوں کی اور بھی کثرت ہو گئی۔ ان دو دنوں میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فارغ نہیں رہے بلکہ بہت سے زن و مرد مختلف اوقات میں داخل سلسلہ ہوتے رہے اور حضور انہیں شامل سلسلہ کرتے رہے اور مناسب موقع پند و نصائح کے کام لیتے رہے۔

قادیان کو واپسی کا ارادہ

مہمانوں کی دید کی کثرت ہو رہی تھی اور ہر ٹرین میں آنے جانے والے مسافر تیار رہتے تھے کہ یہ سلسلہ آمد کا برابر جاری ہے اسلئے اعلیٰ حضرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا حد سے زیادہ مخلوق کا مجمع ہو کر جماعت سیالکوٹ کے لئے ابتلا کا موجب نہ ہو جاوے اس لئے آپ نے ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو واپسی کا ارادہ کیا۔ واپسی کی خبر جماعت سیالکوٹ کے کانوں میں پہنچنا تھا کہ وہ قریباً بدحواس ہو گئے پاس ادب سے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے دل تھا کہ اندر ہی بیٹھا جاتا تھا حیران تھے کہ کریں تو کیا کریں میر حکیم حسام الدین صاحب نے حضور کے اس ارادہ کو بہت ہی محسوس کیا اور اس پیرانہ سالی میں اس خبر سے بہت ہی مضمحل ہو گئے۔ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچ کر اس ارادہ کے التوا کے لئے عرض کیا اور اپنے کثرت خوردنی اور سامان دعوت کی فراہمی اور کثرت کا ذکر کیا۔ حضرت اقدس کو میر صاحب موصوف کی خاطر بہت ہی عزیز ہے حضور نے اس ارادہ کو ترک فرما دیا اور ۳۔ نومبر تک ملتوی کر دیا۔

حضور کے اس ارادہ واپسی سے یہ ثابت ہوا کہ آپ اپنے خدام پر حد سے زیادہ مہربان اور انکے سود و زیاں کو اپنا سود و زیاں سمجھنے والے ہیں یہ پسند نہیں کیا کہ میں یہاں بیٹھا رہوں اور جماعت کو تکلیف ہو خدا کے واسطے اہل عقل ناظرین حضرت کے اس خلق کا ان پیروں اور مشائخوں سے مقابلہ کریں جو اپنی سالانہ یا ششماہی ٹیکس کے وصول کرنے کے لئے دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پروا نہیں کرتے کہ مرید مرے یا بچے مگر ان کا نذرانہ ادا کرے۔ چونکہ ان کی اس قسم کی فطرت پست ہوتی ہے اسکی بالمقابل مرید اسے بلا سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ دفع ہو۔ یہاں تک کہ بعض اوقات مرید و مرشد میں نوبت تکرار بھی پہونچ جاتی ہے۔ جب حالت ایسی ہو تو ایسی صورت میں مرشد کیا فیض پہونچا سکتا ہے اور مرید کیا فائدہ پا سکتا ہے وہ رشتہ اور وہ تعلق جو دونوں میں قائم ہونا چاہئے نہیں ہوتا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

آپ تو ڈوبے تھے برہمن ساتھ لیا ججمان

برخلاف اس کے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ نمونہ اور یہ فعل آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے اور اسکے بالمقابل انکی صداقت اور حقیقت اور فیض صحبت کے اثر کی زبردست دلیل وہ فعل ہے جو جماعت سیالکوٹ سے سرزد ہوا یعنی انکو سرخ موت نظر آتی تھی کہ اعلےٰ حضرت اسقدر جلد وہاں سے رخصت ہو کر یں۔ وہ اپنا جان و مال نہ صرف اس پاک ذات پر نثار کرتے کو ہمہ تن آمادہ تھے بلکہ اپنے پیاروں کی خدمت کے لئے بھی انکے گھر وقف اور دروازے کھلے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہ ایک لمبا مضمون مرشد و مرید کے تعلقات کی اصل غرض و مقصد پر لکھا جا سکتا ہے لیکن ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور عقلمندوں کے غور کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

عرض

جماعت سیالکوٹ کے اس اظہار محبت اور اصرار پر حضرت اقدس نے اپنا ارادہ ۳۔ نومبر ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا۔ اب اس التوا ارادہ اور قیام سہ روزہ میں یہ تجویز ہوئی کہ اعلےٰ حضرت کی طرف سے ایک پبلک لیکچر اسلام پر دیا جاوے

لیکچر کا ارادہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض و مقصد زندگی احیاء اسلام اور تبلیغ اسلام ہی ہے آپ نے بڑی خوشی کے ساتھ باوجود اس ضعف و دورہ مرض کے اس امر کو پسند فرمایا کہ آپ کا ایک پبلک لیکچر ہو۔ ۳۰۔ اکتوبر کو یہ تجویز ہوئی اور ۲۔ نومبر ۱۹۰۴ء کو یہ لیکچر دیا جانا تجویز ہوا۔ دو تین دن کے قلیل عرصہ میں اس ضعف و ناتوانی کی حالت میں لیکچر کا طیار کرنا آسان امر نہ تھا۔ لیکن خدا کی تائید اور نصرت جس شخص کے شامل حال ہو وہ سب تکلیفوں اور مشکلات پر فتح پا لیتا ہے۔

لیکچر کی طیاری بھی ایک نشان ہے

اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو آپ کا اس لیکچر کو طیار کرنا جو ۲۔ نومبر کو ایک بڑے مجمع میں پڑھا گیا عظیم الشان معجزہ ہے اور ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ جس قدر عظیم الشان تحدی کی کتابیں حضور کے قلم سے نکلی ہیں وہ ایسی ہی جلدی اور حالت ضعف و مرض میں لکھی گئی ہیں۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ انسانی طاقت کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی نصرت اور تائید ہے۔

> شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
> خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

۳۱۔ تاریخ تک حضرت باہر تشریف نہ لا سکے اور اس عرصہ میں ناظرین بے قرار اور مضطرب و دیوانہ وار آپ کے ایوان کے نیچے بازار کوچہ میں پھر رہے تھے اور کسی نہ کسی حیلہ سے چاہتے تھے کہ زیارت ہو جاوے مگر حضور کی ناسازی اسپر بیعت مستورات کا سلسلہ پھر مضمون لیکچر کے لکھنے کا ارادہ سب باتیں مل ملا کر انہیں مایوس کر رہی تھیں اور جوں جوں دیر ہوتی تھی اسیقدر جوش زیارت بڑھتا جاتا تھا۔ آخر اس بڑھے ہوئے اضطراب اور جذبۂ عشق نے اپنا کام کیا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کی زیارت کے لئے بہت لوگ جمع ہیں اور سخت گھبرائے ہوئے ہیں خواہ ایک دو منٹ ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔

یہ ۳۱۔ اکتوبر کا دن تھا اور بعد دوپہر عرض کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ابھی مضمون بھی شروع نہیں کیا اب میرا ارادہ ہے کہ اسے لکھوں اور بیعت کا سلسلہ بھی کثرت سے جاری ہے۔ اگر میں نیچے اتروں گا تو پھر مضمون رہ جائیگا۔

اسپر عرض کیا گیا کہ حضور صرف ایک دو منٹ کے لئے اس دریچہ میں بیٹھ جاویں اور لوگ گلی میں کھڑے ہو کر زیارت کر لیں گے۔ اس تجویز کو حضور نے منظور فرمایا کہ بہت ہی کم قریب دریچے میں سے لوگ زیارت کر لیں۔

اسوقت وہ کوچہ آدمیوں سے پٹا پڑا تھا جس میں ہندو مسلمان۔ بوڑھے جوان سب موجود تھے اس کوچہ سے لیکر بازار تک اور مسجد اور مکانوں کی چھتوں پر آدمی ہی آدمی تھے۔ اور کوچہ میں تو اسقدر انبوہ تھا کہ اگر کوئی تھالی پھینک دی جاتی تو یقیناً یقیناً سروں ہی پر سے چلی جاتی۔

اس انبوہ اور ازدحام کو دیکھ کر گھبرائے کہ مبادا کوئی بوڑھا یا کمزور آدمی نیچے آکر نہ کچلا جاوے کیونکہ ہر وقت ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا۔ ہم کن الفاظ میں ان نظاروں کو ناظرین کے سامنے پیش کریں وہ وقت قابل دید تھا اور بے اختیار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی آپ کی زبان میں مخاطب کرکے کہا جاتا تھا

> شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
> خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

آخر کوئی ایک ہی منٹ میں حضرت اقدس محض اس خیال سے کہ کوئی ضعیف و ناتوان کچلا جاوے گا۔ اٹھ گئے۔ اور لوگ حسرت دیدار دل ہی میں لیکر منتشر ہو گئے۔

یہ غنا ذاتی بھی صداقت کا نشان ہے

اس مقام پر ہم اپنے ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اس دنیا کے تعلقات سے بالکل الگ ہوتے ہیں وہ جبراً قہراً باہر نکالے جاتے ہیں ورنہ وہ اپنے گوشۂ تنہائی کو پسند کرتے ہیں اور پھر مامور ہونے کے بعد انہیں ایک خاص قسم کا غنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہی غنا انکے حق پر ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔

لاہور میں جب حضرت اقدس کئی دن تک باہر تشریف نہ لائے۔ تو بازار وں اور بلکہ لوگوں میں عجیب عجیب قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی تھیں جن کی تردید ہم نے روزانہ پیسہ اخبار کے ذریعہ سے کی تھی + بہرحال ان دنوں ہم ایک اخبار نویس کے دفتر میں اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اس نے ہم سے پوچھا کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو باہر کیوں نہیں نکلتا! ہم نے اس سے کہا کہ جس امر پر آپ ٹھوکر کھاتے ہیں وہی انکی سچائی کا ثبوت ہے۔ اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے اگر اس دلیل کے سمجھنے کے لئے انصاف شرط ہے۔ دیکھو! اگر یہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اسکا مقصد اور غرض دنیا کو ٹھگنا ہوتا جیسا کہ بعض احمق خیال کرتے ہیں تو اس کو چاہئے تھا کہ باہر آکر بیٹھتا اور مریدوں کے حلقہ میں شہر میں ادھر ادھر پھرتا کیونکہ آدمیوں کے ساتھ تعلقات بڑھانا ہی تو اسکی غرض تھی۔ مگر وہ تو ان باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ بزرگان ملت جنکو ناعاقبت اندیش ہم من حصہ دار بتلاتے ہیں وہ بھی تو اس کو ملنے نہیں نکلے کیا دنیا طلب اور منصوبہ باز ایسے ہوتے ہیں اور نہیں اسی قسم کا غنا ہوتا ہے آپ ایمان سے کہیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ لوگوں کو پھانسنے والا شخص متقی باوجود دیکھ لوگ اس سے ملنے کی آرزو کریں اور وہ نہ ملے؟ اسپر ایک اخبار نویس سے کوئی جواب تو نہ بن آیا بجز اس کے کہ کہد یا کہ آپ تو

اعتقادِ من لبس آت

کے مصداق ہیں۔ ہم نے کہا کہ اعتقاد یونہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی قابلیت اور رنگ اس شخص میں نہو۔ آپ میری بات کا جواب دیں کہ جو اعتراض آپ کی تکذیب دعوے کے رنگ میں کیا جاتا ہے وہی تصدیق دعویٰ کی دلیل ہے یا نہیں اسپر اسے خاموش ہی ہونا تھا۔

پس

اصل یہ ہے کہ یہ استغنا ان لوگوں کا فی الحقیقت انکی سچائی کی دلیل ہوتا ہے وہ مخلوق سے بلحاظ انکی ہمدردی اور خیر خواہی کے بہت ہی قریب ہوتے ہیں مگر مخلوق کی طرف اپنی احتیاج سے بہت ہی دور ہوتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ابناء دنیا ان باتوں کو جو خیر و خوبی کی ہیں اور جو سراسر حسن ہیں بد نما دیکھتے ہیں۔ اور یہ آج ہی نہیں ہوا ہمیشہ سے اسیطرح ہوتا آیا ہے کہ انکی عقل کے اندھے کہ اسی مقام پر ٹھوکر لگی ہے جہاں معارف و حقایق کا خزانہ ہوتا ہے۔ اسلئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول لاریب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے قرآن کریم کے جس مقام پر اعتراض کیا ہے غور سے دیکھا گیا ہے تو وہی مقام حکمت و معرفت ایک بیش قیمت خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر انہیں نظر نہیں آتا۔

ایک دن میں لیکچر طیار ہو گیا

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ ۳۱۔ اکتوبر کی دوپہر تک حضرت نے لیکچر کا لکھنا شروع نہ فرمایا تھا [illegible]

نوٹ صفحہ ۱۵ پر جس نوٹ کا حوالہ ہے وہ ۲۴ نومبر کے الحکم میں نکلے گا انشاء اللہ۔

...وہ بیعت بھی باسانی ہی تھی - اور یہ سلسلہ مبایعین کی وجہ سے عدیم الفرصتی ہی تھی - تاہم یہ حیرت انگیز بات تھی کہ ۲ - نومبر ۱۹۰۴ء کو چھپا ہوا لیکچر پڑہا گیا - اس لیکچر کی طیاری میں ایک ہی دن صرف ہوا - لیکچر کے متعلق عام طور پر مندرجہ ذیل اشتہار چھپا کر تقسیم کیا گیا اور شہر کے مختلف حصوں اور نمایاں جگہوں پر چسپاں بھی کر دیا گیا -

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی
مسیح موعود کا لیکچر
اسلام پر

یہ لیکچر ۲ - نومبر ۱۹۰۴ء کو بدھ کے دن صبح سات بجے بمقام سیالکوٹ سرائے مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر سنایا جائیگا - **مولوی عبدالکریم صاحب** اس لیکچر کو پڑھکر سنائینگے - اور حضرت **مرزا صاحب** خود بھی تشریف فرما ہونگے حضرات سامعین کو چاہیے کہ ٹھیک وقت پر تشریف لاویں - کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی - نہایت متانت اور خاموشی سے لیکچر کو سننا ہوگا -

المشتہران

حکیم **حسام الدین** - چودہری **محمد سلطان** ممبر میونسپل کمیٹی
آغا **محمد باقر خان** آنریری مجسٹریٹ
چودہری **نصر اللہ خاں** پلیڈر - چودہری **محمد امین** پلیڈر

ضروری نوٹ :- میرا ارادہ تہا کہ اس نمبر میں ساری روئداد شایع کر دوں لیکن جب اس مقام تک میں پہونچا اور مجھے معلوم ہوا کہ سارا مسودہ اس نمبر میں نہیں آسکے گا - اگرچہ اسی ایک ہی مضمون کا پڑہنا ناظرین کو ناگوار نہ گذرتا - تاہم مناسب معلوم ہوا کہ کچھ حصہ دوسرے مضامین کا بھی ہو اسلئے باقی حالات سفر سیالکوٹ کے اگلے نمبر میں انشاء اللہ شایع کر سکوں گا -

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بہائی میاں رحمت اللہ صاحب جولاہے کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندھر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانیکی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں - میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں - انکی عمر ۲۵ سال کی ہے اور لکھے پڑھے ہیں - جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور انکے حالات سے واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے میاں رحمت اللہ خدا کے فضل و کرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے - جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندھر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت کرے +

نئی دنیا میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا احمدی

ملک امریکہ سے ایک دل خوش کن آواز آئی ہے جسے ہم آج ناظرین تک پہونچاتے ہیں - ہمارے مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب علی العموم مغربی دنیا میں بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے ذیل میں ہم مفتی صاحب کا خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مسٹر اینڈرسن کے خط کے بعد بغرض اندراج الحکم لکھا ہے فی الحال اتنا ہی کافی ہے آئندہ اگر ممکن ہوا تو صاحب موصوف کے گرامی نامہ کا پورا ترجمہ درج کرینگے -
ایڈیٹر

بخدمت صاحب ایڈیٹر الحکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

مسٹر حسن اینڈرسن ساکن ملک امریکہ جنکے ساتھ قریباً ڈیڑہ سال سے میری خط و کتابت مذہبی امور میں ہو رہی تہی اپنے خط مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۴ء میں درخواست کرتے ہیں - کہ انکا نام درج رجسٹر مبایعین حضرت مرزا صاحب کیا جاوے اور نیز اون کی خواہش ہے کہ اُن کے متعلق یہ خبر عام طور پر ممبران احمدیہ وغیرہ میں شایع کی جاوے تاکہ سب دوست اُن کے واسطے دعائے استقامت کریں - صاحب موصوف ایک لائق ڈاکٹر یورپ کی اکثر زبانوں شلاً فرنچ - جرمن - نارویجی - وغیرہ کے عالم ہیں اور اپنے پیشہ ڈاکٹری سے اپنا گذارہ کرتے ہیں - انکو اسلام کے ساتھ بڑی محبت ہے اور اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی مانتے ہیں اور ملک امریکہ میں پہلے احمدی ہیں -

محمد صادق عفی اللہ عنہ والسلام

ڈاکٹر شیخ محمد شریف صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام پر

ہمارے مکرم و محترم دوست ڈاکٹر شیخ محمد شریف احمدی جنہاں حصول رخصت پر اپنے گہر بٹالہ تشریف لائے تہے ایک دن فرصت کا نکال کر وہ دارالامان بہی حاضر ہوئے - اور انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ کیا - معائنہ کے بعد جو رائے ڈاکٹر صاحب نے لکہی ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

سب سے اول قاضی نظیر حسین صاحب نے مدرسہ کا اپنی جماعت میں سے معائنہ کیا تہا انہوں نے جس طرح پر مدرسہ کا معائنہ کیا وہ معائنہ کنندگان کے لئے ایک نمونہ ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکابر جو یہاں آتے ہیں وہ سرسری نظر سے مدرسہ کو دیکھتے ہیں حالانکہ قومی کام کی حیثیت سے انہیں اسے بڑی دلچسپی سے دیکھنا چاہئے - بہرحال ڈاکٹر صاحب کی رائے بعد معائنہ یہ ہے -

میں مولوی محمد صادق صاحب کا نہایت ہی مشکور ہوں کہ آپنے مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے معائنہ کے لئے بلایا - عرصہ قلیل میں اس درس گاہ کی ایسی عظیم الشان ترقی میرے لئے حیرت اور تعریف کا باعث ہوئی - اس بارے میں مینیجر اور دوسرے افسران مدرسہ کی کوشش ہر طرح سے قابل تعریف ہے - اسلئے اپنے کامل وثوق کی مثال لئے میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے چہوٹے بہائی کو یہاں تعلیم کے لئے بہیجدوں -

(دستخط) محمد شریف اسسٹنٹ سرجن

مدرسہ ہی کے متعلق ایک بات

چونکہ عید الفطر کی تقریب قریب آرہی ہے اسلئے ہم اپنی قوم کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عید فنڈ کی وصولی میں غیر معمولی سعی اور کوشش کرنی چاہئے - کیونکہ اس فنڈ سے مدرسہ کی آنی ضرورتوں کا بہت بڑا حصہ پورا ہوا کرتا ہے جب سے سکول رجسٹر ہو گیا ہے - اسوقت سے مدرسہ کی ضروریات بہت کچھ بڑہ گئی ہیں - اور ان ضرورتوں کا پورا کرنا قوم ہی کے ہاتھ میں ہے -

ہر شہر اور گاؤں کی انجمن احمدیہ عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدے -

کچھہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکر گزار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کرکے با خوشی خود اپنا بقایا صاف کر دیا ہے اور مطبع کے بہیجے ہوئے وی پی وصول کر لئے ہیں -

۱ - اور ہم آج اون احباب کا بہی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۰۴ء سے اونکے نام اخبار بہیجنا بند کر دینگے - اور اس طرح پر آخر سال تک کچھہ ہی فائدہ ہوگا - اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لاکر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکہا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچہہ افسوس کرینگے -

۲ - سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھئے - اسلئے اطلاع دی جاتی ہے کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱ - دسمبر ۱۹۰۴ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بہیجا جاوے گا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب معمول اطلاع دیجاوے گی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت ہے - کہ وقت پر واجب قیمت ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ڈونیشنوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استثنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اس کی تحریک پر توجہ کرکے اسے ضرورتوں کو قادیاں سے دور رہ کر بہی محسوس کیا ہے - کسی شخص کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ اسے ڈونیشن دے اور نہ کبہی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے - یہ ایسی باتیں ہیں جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں - بہرحال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکہا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو اِن سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنے کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو ابہی جگہ سوچ لینا چاہئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں -

۳ - یہ قاعدہ پختہ کر لیا جاویگا کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بحالیکہ اسے پہلے اطلاع دی گئی ہو اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اسکے نہ پہنچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اس کی اطلاع نہ پہونچ سکے اسے مستثنے کرکے ہر واپس شدہ وی پی پر نام خارج کر دیا جاویگا - اس سال مطبع کو اس حصہ میں بہی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہ بہی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے انسے وی پی کیشن وصول نہیں کیا گیا وہ اس مرتبہ شامل کر لیا جاویگا -

تفسیر القرآن اور اسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شایع ہو چکا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بہی ہو گیا - لیکن ابہی تک بعض ایسے اصحاب معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچ ہوئے ہیں اور انہوں نے ابہی تک باقی اجزاء کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں - اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں تاں اگر اطلاع دیجانے پر نہ بہیجے جاویں تو ہم ذمہ وار نہیں جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انکے پاس مکمل پارہ ہی پہونچ گیا ہے - انہیں چاہیئے کہ وہ اجزا واپس بہیجدیں - درخواست میں صاف لکہا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے کبہی کبہی ناسازی کی بہی شکایت ہو جاتی ہے -

۲ - حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ خدا

۳ - بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی ہے - شکایت اسہال کی تہی -

۴ - کوئی نئی تالیف مطبع میں نہیں چھپ رہی - [illegible]

۵ - رمضان کا پہلا روزہ یہاں جمعرات کو رکھا گیا -

۶ - سناتن دہرم سبہا قادیان باقاعدہ ہو گئی ہے - ایک پنڈت صاحب عرصہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں - اور [illegible]

مقدمہ کے متعلق اپیل

حضرت اقدس کے مقدمہ [illegible]

ریمارک

یوگی اور اسکا پیغام - اس نام کا ایک چھوٹا سا ۲۶ صفحہ کا ایک انگریزی رسالہ ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے اور اسکے ساتھ ہی ایک کارڈ بھی پہونچا کہ اس رسالہ کو بغیر پڑھنے کے کوئی رائے ظاہر نہ کی جاوے ہم نے اس مختصر رسالہ کو پڑھا ہے اور اسپر اظہار رائے کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں کہہ سکتے جو ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز نے لکھا ہے - اسلئے اسے یہاں دیدینا ہی کافی ہے - "یوگی اور اسکا پیغام"

اس نام کا ایک رسالہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مصنفہ سوامی دیرانند مہا ورتی صاحب ہمارے پاس ریویو کے لئے پہونچا ہے اس رسالہ میں دو لیکچر درج ہیں - جو سوامی صاحب نے یو - پی مشن میرج اجمیر اور اکسفورڈ مشن ہوسٹل ہال کلکتہ میں دئے تھے ان دونوں لیکچروں میں سے ایک کا عنوان "عیسی مسیح عجیب و غریب یوگی" اور دوسرے کا عنوان "انجیل مقدس پیغام یوگی" ہے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ سوامی صاحب یوگی سے کیا مراد سمجھتے ہیں - ہم انہیں کے اپنے الفاظ سے اقتباس کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "یوگی وہ ہوتے ہیں جو جتنی دفعہ چاہے مرے موت اس کے قبضہ میں ہوتی ہے" پھر وہ کہتے ہیں کہ یوگ کی قوت سے تمہیں مفصلہ ذیل باتیں حاصل ہو سکتی ہیں "گذشتہ واقعات کا تمہیں علم ہو سکتا ہے موجودہ اور آئندہ کی تمہیں خبر ہو سکتی ہے - تمام بیماریوں سے تم بچ سکتے ہو - دوسرے لوگوں کے خیالات تم پڑھ سکتے ہو - پانی میں ڈوبنے کے بغیر تم رہ سکتے ہو اور آگ میں جلنے کے بغیر ٹھہر سکتے ہو - زہر کو تریاق بنا سکتے ہو - تم اتنے مضبوط ہو سکتے ہو کہ تم پر کوئی فتح نہیں پا سکتا - تم اپنا جسم چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں داخل ہو سکتے ہو - اپنی مرضی سے جب چاہو مر سکتے ہو - تم دیوتاؤں کی طرح کھیل کود کر سکتے ہو - جو کچھ تم چاہو حاصل کر سکتے ہو - تمہارے کاموں کو کوئی بات روک نہیں سکتی - جو صورت تم چاہو اختیار کر سکتے ہو - ہوا کی طرح تیز چل سکتے ہو - تم اپنے کثیف جسم سے ہر جگہ جا سکتے ہو - تم دور سے سن سکتے ہو - بغیر پانی کے زندہ رہ سکتے ہو - تم کو دور دراز کی چیزیں نظر آ سکتی ہیں - تم عورتوں اور مردوں کے دلوں پر حکمرانی کر سکتے ہو - ان دعاوی کو سنکر ناظرین منتظر ہوں گے کہ انکا ثبوت کیا ہے اور کون سی دلیل ان کی تائید میں دیجا سکتی ہے مگر سوامی صاحب کی کتاب اس سے بالکل خالی ہے - اور یہ سب دعاوی نرے دعاوی ہیں - یہ بھی لکھا ہے کہ "اس قسم کے یوگی اس وقت تک کوہ ہمالہ اور تبت میں پائے جاتے ہیں - اور مسلمانوں میں بھی بڑے بڑے باکمال یوگی موجود ہیں" - بقول سوامی صاحب ان کی تعداد ۱۵۰ مرد اور ۱۳ عورتیں ہے - لیکن اس کے نام اور پتے سوامی صاحب کسی مصلحت کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے شاید اس لئے کہ حقیقت معلوم نہ ہو جائے سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ایک ایسے یوگی کو جانتے ہیں جس کی عمر ۲۶۵ سال کی ہے - اور ایک یوگن اونہوں نے دیکھی ہے جس کی عمر ۵۰۰ برس بیان کرتے ہیں - یہ کہانیاں بچوں کے خوش کرنے کے لئے تو خوب ہیں - لیکن ان فضول دعاوی کو ایک ایسے ہی دعوی کے ثبوت میں پیش کرنا - یہ سوامی صاحب کا ہی کام تھا ان باتوں سے اون کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یوگیوں میں ایسی طاقتیں پائی جاتی ہیں - اس لئے یسوع مسیح بھی ایک یوگی تھا کیونکہ اوس کی نسبت بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں لیکن تعجب ہے پھر تو وہ انسان ثابت ہوا خدا یا ابن خدا جو سوامی صاحب اوسے بنانا چاہتے ہیں کیونکر ہوا - یا اونہیں یہ کہنا پڑے گا کہ ہر ایک یوگی خدا یا خدا کا بیٹا ہوتا ہے + الغرض یسوع مسیح بھی - اون کے نزدیک اسی قسم کا یوگی تھا - جس کی سوامی صاحب بنہایت مبالغہ آمیز تعریف اور مدح کرتے ہیں اور جسکی فضول ثناخوانی کرتے ہیں - اس یوگی پر وہ ایسے فریفتہ ہیں کہ اوس کی تعریف کرتے وقت انہوں نے واقعات کو نظر انداز کر کے اپنے ولولوں اور جوشوں کو زبردست الفاظ میں بیان کیا ہے - ہم مسیح کو بنظر تعظیم دیکھتے ہیں اور اون کو خدا کا سچا نبی جانتے ہیں - لیکن ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی عیسائی اس سے کبھی انکار کر سکا ہے - کہ دوسرے نبیوں کی طرح یسوع مسیح کو بھی اسکے زمانہ کے لوگوں نے گالیاں دیں اور ذلیل کیا اور حقارت سے دیکھا - اور بہت تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے اسے ابتدائے دعوی میں سچا مسیح شناخت کیا - مگر اس کے متعلق مصنف کتاب زیر ریویو فرماتے ہیں کہ "ایشیاء کے سخت مزاج لوگ سب کے سب روحانی غفلت سے بیدار ہو گئے - اور پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے ؟ عرب اور سکندریہ اور ترکستان اور تاتار اور شام اور یونان اور ایران نے متعجب ہو کر سوال کیا کہ یہ عجیب نوجوان کون ہے ! یونانیوں اور رومیوں نے اپنی عالمانہ تحقیقاتیں اس مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع کیں کہ یہ بینظیر انسان کون ہو سکتا ہے بادشاہ اور زمیندار حیرت زدہ ہو کر بیٹھ گئے اور دانشمند اس کی باتوں کے آگے سر نگوں ہو گئے - فلاسفر اور سائنس دان تحیر میں پڑ گئے دیو اور شیاطین اسکے حکم کے آگے کانپتے تھے - بڑی طغیانی کرنے والے سمندر اور سخت تیز چلنے والی ہوائیں اسکے حکم کی تعمیل کرتی تھیں - مردے قبروں میں سے نئی زندگی لیکر اوٹھے - قانون دان اور منطقی لوگ اس کے لفظوں پر فدا ہو گئے - اسکی آسمانی فصاحت کے سامنے پنڈتوں اور حکماء کی شہرت مٹ گئی - راہبوں اور رمالوں نے اپنی قیمتی کتابیں پرے پھینکدیں - مجوسیوں اور جادوگروں نے پیشگوئیاں کرنی چھوڑ دیں اور ربیوں اور سردار کاہنوں نے شرم کے مارے اسکے سامنے چہروں کو چھپا لیا" - لیکن واقعات کیا ہیں ؟

جب یسوع نے اپنا دعوےٰ مسیحیت کیا تو ساری یہودی قوم نے اسکی سخت مخالفت کی - جھوٹا اور فریبی کہا مفتری اور کذاب قرار دیا گالیاں دیں - اور ہر طرح سے اوس کے دعوی کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی - صرف چند ماہی گیر اور چھوٹی ذات کے مرد اور کچھ عورتیں تھیں جو اوس کے ساتھی ہوئے - بنی اسرائیل نے اسے اپنا نجات دہندہ نہ مانا - یونانیوں اور رومیوں نے اس کے صادق یا کاذب ہونیکے سوال کو ایک لمحہ کے لئے بھی ضروری نہیں سمجھا اور نہ اسے کچھ وقعت ہی دی اور آخر کار اسے مفسدہ پرداز خیال کر کے اور یہودیوں کو حکومت کے مقابلہ میں سرکشی کی ترغیب دینے کے جرم میں رومی گورنمنٹ نے اسکو گرفتار کر لیا - سرزمین شام سے باہر اسے کوئی نہ جانتا تھا - اور عرب اور ترکستان اور تاتار اور یونان اور ایران اور روم وغیرہ اسکی ہستی سے بھی بالکل بیخبر تھے - ربی اور سردار کاہن اسے مفتری اور کذاب سمجھتے تھے - اور اسکو اور اسکی والدہ کو (ان دونوں پر سلام ہو) سخت عیوب سے متہم کرتے تھے رومی سپاہیوں نے اسے گرفتار کیا - حراست میں رکھا - مقدمہ چلایا - جرم اسکے ذمہ ثابت پایا - اور صلیب پر سزا دینے کے لئے چڑھا دیا - سوامی صاحب کے "بہادر ان بیرد آزما جو اسکی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے" صرف وہ نہایت کمزور دل حواری ثابت ہوئے - جنہوں نے آخری وقت میں اوس سے بیوفائی کر کے اس کا ساتھ تک نہ دیا - ابتداء میں تو اس کا استقبال اسی الٰہی قانون کے مطابق ہوا - جو قرآن کریم میں درج ہے - یاحسرۃ علی العباد مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون یعنی لوگوں پر افسوس ہے ! کوئی رسول اون پاس نہ آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہ اڑایا " + معلوم ہوتا ہے کہ سوامی صاحب ابیات کی احتیاط نہیں کرتے کہ جو بات وہ منہ سے بیان کر رہے ہیں کہاں تک صداقت رکھتی ہے - مثلاً سوامی صاحب اپنے لیکچر میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یسوع مسیح کو تمام نبیوں سے افضل اور تمام انبیاء کا سردار بیان کیا ہے اور قرآن کریم نبیوں کا شاہزادہ اس کا نام رکھتا ہے - اور اسکو تمام کاہنوں سے مقدس اور بلند رتبہ لکھتا ہے - یہ بڑی سخت غلط بیانی ہے اسی سے دوسری کتابوں وید وغیرہ کے حوالجات کی صحت یا عدم صحت کا اندازہ ہو سکتا ہے - حقیقت یہ ہے کہ سوامی صاحب اسلام سے بالکل ناواقف ہیں - ایک اور جگہ وہ فرماتے ہیں - کہ قرآن نہیں یہ نہیں بتاتا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا - حالانکہ قرآن صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ وما صلبوہ - یعنی وہ (یہودی) بذریعہ صلیب بھی اسے مار ڈالنے پر قادر نہ ہو سکے " اسکے دلائل صاف ہیں - قرآن کریم مسیح کو خدا کا سچا نبی بیان کرتا ہے - اور بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر وہ صلیب پر مر گئے تو پھر سچے نبی نہیں ہو سکتے - کیونکہ پرانے عہد نامہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کاٹھ یعنی صلیب پر مر جاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے مردود ہو جاتا ہے - اور وہ خدا سے بیزار اور خدا اس سے بیزار ہوتا ہے اسمیں شک نہیں کہ مسیح کو یہودیوں نے صلیب پر کھینچا لیکن وہ وہاں مرا نہیں - کیونکہ کلام خدا میں لکھا ہے ولٰکن شبہ لھم - وہ (یہود) شک میں پڑ گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اوس کو مردہ خیال کر لیا - حالانکہ وہ درحقیقت مردہ نہ تھا - مجھے یہ بات دیکھ کر سخت رنج ہوا ہے کہ سوامی دھرمانند مہاورتی جیسے مشہور و معروف انسان اسلام جیسے عظیم الشان مذہب سے ایسے ناواقف ہوں جو ہندوستان کے پانچویں حصہ سے زیادہ کا مذہب ہے +

بعض امور اس رسالہ میں ایسے ہیں جو واقعی قابل تعریف بھی ہیں اول یہ کہ مسیح کے ہندوستان میں آنے کی تائید کی گئی ہے - دوسرے مسیح مذہب کے ماننے والوں پر اس مذہب کے جو اثر ہوئے ہیں ان کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے - ذیل کی عبارت خاص توجہ کے لائق ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عیسایت کے اچھے دن اب گذر چکے ہیں - آجکل اس مذہب میں پاریہ - چنڈال چمار چوہڑے - گوالے اور اسی قسم کے نیچ اور خبیث لوگ داخل ہوتے ہیں - یہ لوگ ملک کے لئے وبال جان ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اختلاط سے اعلے سوسائٹی کی ذلت ہوتی ہے - یہ بیہودہ نالایق شرابی بدمعاش بھوکے مرتے شریر لوگ اب ہندوستانی نو عیسائی لوگوں میں لاکھوں میں شمار ہو سکتے ہیں اور اعلے قوموں کے لوگ ابھی تک عیسایت کے اثر سے بالکل بچے ہوئے ہیں - ان نیچ ذاتوں کے بہت سے لوگوں کو بجائے اچھی حالت میں کرنے کے عیسایت نے اور بھی پست حال کر دیا ہے - کثرت سے ایسے لوگوں کی حالت بالکل خراب ہو گئی ہے اور ان کے اخلاق گر گئے ہیں اور پہلے کی نسبت وہ بد چلنی میں اور بھی بڑھ گئے ہیں - دیسی عیسائیوں میں سے ۹۹ فیصدی ایسے ہیں جن کے اخلاق بہت پستی میں گرے ہوئے ہیں - ذہنی قواے کے لحاظ سے وہ ہندوؤں سے دس ہزار درجہ کم ہیں - اور روحانی حالت ان کی ایسی ہے کہ گویا وہ ہندوستانی عیسایت کی کتاب حساب میں اقدر صفر ہیں "

تو عیسائیوں کی یہ تصویر عیسائی مذہب کے ایک دشمن نے نہیں بلکہ ایک نہایت دلدادہ عاشق نے کھینچی ہے - اور یہ ایسی سچی باتیں ہیں کہ ان کی صداقت بہت دفعہ خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کی ہے - اگر یہ مسئلہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو عیسائی مذہب نے اسکے حامیوں کو بتہ و ھوکہ دینا چاہئے جسطرح ہندوستان میں عیسویت نے لوگوں کو قعر ذلت میں ڈالدیا ہے اسی طرح افریقہ میں بھی اس نے لوگوں کے اخلاق پر برا اثر ڈالا اور ان کو اور بھی نیچے گرا دیا کہ برعکس اس کے اگر اسلام کے پاک اثر کو جو افریقہ کے نو مسلموں کی حالت سے ثابت ہوتا ہے اور جسے خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کیا ہے دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے - اور ان تمام باتوں سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسائی مذہب کے دن اب پورے ہو چکے ہیں - یسوع مسیح اور اسکے مذہب اور بائیبل کی کوئی کتنی ہی تعریف کیوں نہ کرے اگر ...... عیسائی مذہب کا اثر وہی ہے جس کو سوامی صاحب تسلیم کرتے ہیں تو یہ ساری تعریف عبث ہے کیونکہ واقعات اسکو جھوٹا ٹھیراتے ہیں یہ رسالہ ...

مختصر نوٹ اور نکات

دعا کی قبولیت ایک عظیم الشان فضل اور خارق عادت نشان ہے جو خدا تعالیٰ کے ولیوں کو دیا جاتا ہے۔ بس جس قدر انسان اس فضل سے حصہ پاتا ہے اسی اندازہ اور ظرف کیموافق وہ خدا تعالےٰ کی تولی مین آتا جاتا ہے اور اسے وہ حالت جو قبولیت **دعا کی حالت** کہلاتی ہے میسر آتی جاتی ہے۔ اور وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دعا یا بددعا کیلئے اہل اللہ کا دل چشمہ کیطرح یکدفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک **شعلہ نور** آسمان سے گرتا ہے اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ (مولیٰ کریم ہمین بھی اس نعمت سے حصہ دے آمین)

ہمارے پیارے رسول سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اذا وقع العبد فی الہانیۃ الرب ومہیمنیۃ الصدیقین ورہبانیۃ الابرار لم یجد احد یاخذ بقلبہ۔ یعنے جب کسی بندہ کے دل مین خدا کی عظمت اور اسکی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اوس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقون پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اسکو لے لیتا ہے اور ابرار کی طرح اسکو غیرون کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو نہین پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑ لے کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا مین ہی ہے۔

ایک لطیفہ (رمضان مین کسوف و خسوف کے متعلق جو مہدی موعود کا ایک نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تہا اور وہ پورا ہو چکا ہے) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکہا ہے

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بہی فایدہ سے خالی نہین کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان مین ہوا کیون ٹہرایا۔ اسمین کیا بہید ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم مین تہا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کرین گے۔ اور کفر کے فتوے لکہین گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث مین موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہین۔ اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کرین۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کیطرح ہوتے مین اور انہین کے ذریعے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمانی اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلون کی تاریکی پر دلیل ٹہرائی گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے۔ اور پہر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کیساتہین انکو کر دیا آسمان نے اسکی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بہی شق قمر کی یہی حکمت تہی کہ جنکو پہلی کتابون سے علم کا نور ملا تہا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اسوقت بہی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تہے انہون نے تاریکی سے پیار کیا ہے۔ اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان مین ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونون صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہین وہ آجتک اپنے کسوف خسوف مین گرفتار ہین۔ اور رمضان مین کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف اشارہ تہا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مسیح موعود بہی رمضان کے حکم مین ہے کیونکہ اس کا زمانہ بہی رمضان کیطرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے۔ سو اس کے زمانہ مین علماء کا اس سے منہ پہیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان مین خسوف کسوف ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان مین خسوف کسوف ہوا تو اسکی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ مین علماء وقت اسکی مخالفت کرین گے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آوین گے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بہی اسی لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہین سمجہین گے بلکہ کافر اور بیدین کہین گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنیوالون کے رد کیلئے **محمد** رکہا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کرین گے مگر وہ **محمد** ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمم۔

اب یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ حدیث مین دو خسوف کسوف کا وعدہ تہا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلونکا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتہ سے پورا کیا۔ کیونکہ انہون نے علم اور معرفت کی روشنی پا کر پہر اس شخص سے عمداً منہ پہیرا جس کو قبول کرنا چاہیئے تہا۔ اور ضرور یہ تہا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکہا گیا تہا کہ ابتدا مین مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائیگا۔ سو انہون نے مجہے کافر قرار دیکر اس نوشتہ کو پورا کر دیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان مین پورا ہوا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب

۱۱ نومبر ۱۹۰۰ء

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اے مومنو خدا سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور مرو مسلمان ہونے کی حالت مین۔

تمام نیکیون کی جڑ خدا کا خوف ہے اور تمام بدیون کی جڑ اوس سے نڈر ہونا ہے۔ گناہ سے بڑہکر موذی اور سخت زہر دنیا مین کوئی نہین۔ تمام زہرون کا اثر جسم تک محدود رہتا ہے اور جسم کو ہی ہلاک کرتی ہین لیکن خدا کی نافرمانی اور گناہ روح کو ہلاک کرتی ہے۔ بڑی غلطی اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ اس فکر مین پڑ جاتے ہین کہ اگر وبا یا بیماری آئی ہے تو اپنی جان اور جسم کو اوس سے محفوظ رکہا جائے۔ یا کوئی شخص جب ایک چیز کو تیز کر لے کہ یہ زہر ہے تو اسکو نہین کہاتا یا سانپ کی سوراخ مین انگلی ڈالنے کی جرات نہین کرسکتا مگر خدا کی نافرمانی بڑی جرات اور دلیری سے کیجاتی ہے۔ اگر انکو معلوم ہو کہ خدا کی کیسی پاک ... اور اوس سے تعلق پیدا کرنے مین کیسی راحت اور لذت ہے تو یقین ہو جاوے کہ دنیاوی لذات اوس کے مقابل مین کچہ ہستی ہی نہین رکہتے۔ جب انسان کسی مصیبت مین مبتلا ہوتا ہے۔ خواہ مال کی ہو۔ خواہ جان کی خواہ بیٹون کی اور خواہ تجارت کی۔ یا ایسی بیماری آجاوے کہ جسمین تمام رشتہ دار بیلوتی کر گئے ہون۔ ایسے وقت مین نہ باغ و اکور راحت دے سکتے ہین نہ نہر۔ اور تمام راحت والی چیزین خواہ کہانے کی ہون خواہ پینے کی کچہ لذت اور راحت نہین دیسکتین۔ اسوقت اگر لذت اور راحت دیسکتی ہے تو ایک ہی چیز ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔ پر وہ عرفانی ایمان ہو جسکو اس نے تجربہ کیے چکہہ کے چہوئے۔ چکہا ہوا ہو۔ اسکے کلام کو۔ رؤیا۔ خواب۔ الہام کشف اور صحبت صادقین سے سن چکا ہو تو جیسی تسلی اور راحت اوس وقت اس کو اس ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ مین ایمان سے مسیح موعود کے دربار مین حاضر ہو کر سچے دل سے کہتا ہون۔ اور کسی چیز سے ایسی راحت نہین ملتی۔ پہر ہم یہ بات ان لوگون کو جنکو نہ تو خود اس کا تجربہ ہے اور نہ انکے تجربہ کارون کی صحبت مین کبہی بیٹہے مین۔ ہم کسطرح سمجہا سکتے ہین۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ جسطرح کسی چیز کی پیاس فطرتاً پانی کے سواے نہین بجہہ سکتی حالانکہ لال اور سوتی کے مقابل مین وہ ایک بہت ہی ادنی چیز ہے۔ پہر لاکہہ لال اور موتی جمع کرتے رہو کبہی پیاس پانی کے سوا سرد نہین ہوگی۔ اسیطرح ہر ایک چیز ہوا پانی اور غذا سے زندہ رہتی ہے۔ پہر جسطرح جسم کی غذا مین جسمانی قوی کیواسطے اسیطرح روحانی قوتے کیواسطے خدا ہی ایک مقدر غذا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تہے یا اللہ مین ننگا ہون تو مجہے کپڑا پہنا۔ مین بہوکا ہون تو مجہے کہانا کہلا۔ مین پیاسا ہون تو مجہے پانی پلا۔ کیا واقع مین رسول اللہ صلعم ان چیزون کے محتاج تہے۔ نہین بلکہ سب کچہ تہا۔ مگر یہ کہانا پینا اور پہننا ایسا ہے کہ اسکے استعمال کے بعد پہر اسکی ضرورت خود کر آتی ہے۔ پہر خدا کو پینے والے کبہی پیاسے نہین ہوتے۔ اور خدا کے کہانیوالے کبہی بہوکے نہین ہوتے اور وہ وہ غذا۔ پانی اور روزی ہے جسکی سیرابی سے دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہین کر سکتی۔ مین محسوس کرسکتا ہون کہ سرد پانی کا کیا مزہ ہوتا ہے۔ خصوصاً گرمیون مین۔ عمدہ پلاؤ اور عمدہ گوشت اور بہارون کے نظارون وغیرہ مین کیا مزہ ہوتا ہے۔ پہر خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ قرآن کریم۔ نماز۔ خدا کی تقدیس اور ذکر الٰہی کا ایسا مزہ ہے کہ اسکے ساتہ یہ سب ہیچ ہین۔ بدبخت ہے وہ شخص جو ذرہ سے نمک کی زیادتی پر بے چین ہو جاتا ہے۔ اور کہہ اٹہتا ہے کہ آج کہانے کا مزہ نہین آیا۔ پہر جب نماز مین اسکو مزہ نہین آتا تو کبہی اسکا افسوس زبان تک بہی نہین لاتا۔ مخلوق کو خدا مانتا اور ہر ایک ذرہ سے ایسا ڈرتا ہے جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ پہر اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا سے تعلق اور محبت نہ ہو جاتا ہے اور اس لئے بزدل اور پاگل ہو جاتا ہے۔ اسکے فرمایا۔

وجعلنا فی اعناقہم سلاسل واغلال۔ یعنے خدا سے غافل رہنے والونکے پاؤن مین بیڑیان ڈالدیجاتی ہین کہ وہ اسطرف کو چل نہین سکتے اور گردن مین طوق ڈالدیا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف جا نہین سکتے۔ اور آسمان کیطرف دیکہہ نہین سکتے ✦ دنیا مین دو قسم کی مخلوق ہے۔ اول زمین پر پیٹ کے بل چلنے والی۔ دوم دوسری جو سیدہا چلنے والی جیسے نبی کریم کو فرمایا۔ قد نری تقلب وجہک فی السماء۔ یعنے تو بار بار آسمان کیطرف شوق سے دیکہتا ہے۔ خیر یہ ساری مخلوقین صرف پیٹ کیطرف جہکی ہوئی ہین۔ لاٹ صاحب بلکہ کاتب ہی کیون نہ ہو چلنے ہی ہے اوسکی ناک زمین پر ہی گری ہوئی ہوگی۔ اسی لئے قرآن کریم مین اسکی مثال دی ہے یعنے جو لوگ خدا اور اسکے لوگون سے تعلق نہین رکہتے۔ زبان نکالکر ہانپتا پہریگا۔ اوسکی فطرت مین ہی آگ لگی ہوئی ہے۔ پس جو لوگ زمینی مقاصد پر متوجہ ہین وہ بظاہر جسم انسانی تو رکہتے ہین لیکن انسانی کمالات سے بے بہرہ ہین۔

خدا تعالیٰ آدم اولٰی لوگون کا نام رکہا ہے۔ جو چلتے پہرتے سوتے جاگتے ہر حالت مین آسمان کیطرف ٹکٹکی لگائے رکہتے ہین۔ زبان بولے یا نہ بولے خلوت مین ہون یا جلوت مین۔ قلب فوق کیطرف یعنے خدا کی طرف کہلا ہوا ہے کہانے پینے سے کوئی شوق اور ذوق نہین رکہتے کہانے پینے پر صرف اس لئے کہ خدا کا حکم ہے۔ خدا اور اون کے تعلقات کو خوب دیکہتا ہے۔ کیونکہ وہ اسوقت ان دنیاوی چیزون سے بالکل بے تعلق ہوتے ہین اور سوقت اونپر یہ الہام ہوتا کہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اور یہی مومن کامل کی نشانی ہوتی ہے۔ کہ گذشتہ گناہون اور غلطی مین پہیسا جانے کا اونکو کوئی غم نہین ہوتا اور آئیندہ کی تکالیف اور

سعد ... کوئی حد نہین ہوتا۔ دیکہو جسطرح کوئی شخص کسی وسیع کشادہ دل شخص سے دل لگا کر خوش ہوتا ہے۔ پہر اگر اس خدا سے دل لگا کر اوس کے دل مین وسعت اور کشائش نہین آئی تو اوس نے خدا کو کیا پہچانا۔ آنکہ بند ...

کیا حوا کی توبہ قبول ہوئی تھی

مین نے ایک دفعہ حضرت حکیم الامۃ سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل دو سوال کئے تھے

سوال (۱) قرآن کریم مین آدم و حوا علیہما السلام کی لغزش کا ذکر ہے۔ ۔ مگر آدم علیہ السلام کی قبول توبہ کا حوالہ مذکور ہے چنانچہ فرمایا

فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

یعنے خداوند تعالی نے آدم علیہ السلام پر رجوع برحمت کیا کیونکہ وہ رجوع برحمت کرنیوالا مہربان ہے۔ اسمین علیہ ضمیر واحد ہے جو صرف آدم علیہ السلام کیطرف راجع ہے حوا علیہا السلام کی قبول توبہ کا ذکر نہین۔ کیا حوا علیہا السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی یا نہین۔

سوال (۲) دنیا مین اگر کسی عورت نے بتدریج کئی شوہر کئے ہون مثلاً ایک شوہر کرے تو وہ مرجاوے پھر دوسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے پھر تیسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے علی ہذا القیاس اب سوال یہ ہے کہ اُس عورت کا جنت مین کس خاوند کے ساتھ ازدواج وملاپ ہوگا۔ والسلام۔

راقم محمد فضل از مقام گوندل تحصیل اٹک یکم اپریل ۱۸۹۸ء

جواب از جانب حکیم الامۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قرآن کریم مین یہ طرز ہے۔ کہ کہ گاہے اعلے جانب کا ذکر فرماکر ادنے سے اعراض فرماتا ہے تاکہ استدلال بالاولے سے کام لین۔

پس جناب حوا کا ذکر اسلئے ترک فرمایا ہے۔

جنت مین ازدواج ہوگا اور حسب استعداد ومناسبت دنیوی بی بیون سے مرد کو بی بی ملی علی العموم دنیوی بی بیان وہان اپنے شوہرون کو ملین گی۔ دیکھو قرآن کریم مین صاف لکھا ہے کہ امراۃ لوط اور امراۃ نوح کا کیا حال۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جنتی مردون کو انکی استعداد اور روحانی مناسبت کے لحاظ سے جو بی بی مناسب ہو گی ملیگی پس پہلے شوہر دوسرے تیسرے چوتھے خاوند کا تنسیہا ہو گیا کیونکہ جو ایک عورت نے چند خاوند دنیا مین کئے آخر اسکی مناسبت تامہ کسی ایک سے ہو گی اور وہی بی بی اپنے روحانی مناسبت والے خاوند کی بی بی اور وہی روحانی مناسبت والا اسکا خاوند ہوگا۔ والسلام

نورالدین از قادیان۔ ۷ اپریل ۱۸۹۸ء

جواب دلچسپ سوال

سائل کہتا ہے مندرجہ ذیل آیات مین اون جنون کا ذکر ہے جو انسانی نظرون سے پوشیدہ ہین۔

وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن۔ انا لمسنا السماء فوجدنھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا۔ انا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ رصدا۔ ترجمہ ۔ ۱ انسانون کے مرد جنون کے سے پناہ ڈھونڈتے تھے ۔۲ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اوس کو سخت چوکیدارون اور شعلون سے بھرا ہوا پایا ۔۳ ہم آسمانی بات سننے کے مقامون مین بات سننے کیلئے جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو کوئی بات سننی چاہے تو ہم آگے چوکیدار پاتا ہے۔

معروض ہے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ ۳۲۰ مین آیت اول الذکر کے تحت لکھا ہے

قال جمھور المفسرون ان الرجل فی الجاھلیۃ اذا سافر فامسی فی قفر من الارض قال اعوذ بسید ھذا الوادی او بعزیز ھذا المکان من شر سفھاء قومہ فیبیت فی جوار منھم حتی یصبح۔

ترجمہ سارے مفسرونکی رائے ہے کہ جہالت کے زمانہ مین جب کوئی شخص کسی طرف سفر کرتا اور راستہ مین اوس کو کسی وادی یا دہ مین رات آجاتی تو ایک خالی جگہ مین ڈیرہ جما دیتا اور پکار کر کہدیتا کہ مین اس وادی یا اس مکان کے سردار وعزیز کی پناہ مین آگیا ہون اوسکی جاہل قوم کی شرارت سے پس وہ اون کی پڑوس مین صبح تک بآرام رات گذارتا۔

ہم کہتے ہین کہ یہ طریق پہلے ہی زمانے کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ اب بھی غرستان وسرحد افغانستان وغیرہ اکثر پہاڑی بلاد وعلاقہ جات مین یہی طریق ہے کہ جب کوئی مسافر آدمی کسی گاؤن وقصبہ مین اترتا اور شب باشی کرنا چاہتا ہے تو وہ کسی سردار وسرگروہ کی حمایت وپناہ مین رات گذارتا ہے تاکہ کوئی اسکو گزند نہ پہونچائے اور اس کا مال واسباب وزاد نہ چھین لے۔

صدہا لوگ اس بات کا بذات خود تجربہ کر چکے ہین کہ سرحد نواب انب کے علاقہ سے پرے اور چترال سے لیکر ملا نجم الدین ملا ہاڈ کے دہ تک اور وہان سے جنوب مغرب کی جانب تیراہ اور بلاد افریدیہ و وزیرستان کے دیہات مین۔ اور مکہ ومدینہ کے درمیانی قصبات ودیہات مین ایسے مسافر جن کے پاس کچھ مال واسباب ہو سردار ونمبردار وہ کی حمایت وپناہ کے سوا بمشکل رات گذار سکتے ہین بلکہ بعض علاقون مین مسافر روز روشن مین بھی بجز کثیر قافلہ کے سفر نہین کرسکتے اور پھر قافلہ بھی بجز گارد کے سفر نہین کرسکتا۔ دیکھو ہر ہفتہ مین انڈیا سے جو قافلہ افغانستان کو جاتا ہے اوس کے ساتھ گورنمنٹ ہند وامیر کابل کی جانب سے بدرقے وگارد ہوتی ہے ایسا ہی مکہ مدینہ کے درمیان اور عرب کے بعض دیگر مقامات مین جو قافلے سفر کرتے ہین وہ بحکم سلطان روم درمیانی علاقہ کے سردار وروسا کی حفاظت کے ذمہ وپناہ مین سفر کرتے ہین پس حاصل مطلب یہ ہے کہ اس آیت مین مسافرون کیلئے پہاڑی روسا وامراکی پناہ وحمایت کا ذکر ہے۔

آیت (۲) تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۱ جلد ہشتم مین لکھا ہے

اللمس المس فاستعیر للطلب لان الماس طالب متعرف یقال لمسہ والتمسہ۔ **ترجمہ** یعنے لمس اور مس استعارۃً طلب اور ڈھونڈنے کو کہتے ہین اور ماس طالب کو کہتے ہین مثلاً کہتے ہین لمسہ والتمسہ یعنے اوس کو ڈھونڈا۔ یہ قول حکایۃً خداوند تعالے نے منجمین کیطرف سے بیان فرمایا ہے پس معنے یہ ہوئے کہ ہم نے ڈھونڈا آسمان کو اوس کو پایا بہر احتفاظ یعنے موانع شدید اور شہب یعنے وبال تکونی جن سبب سے ہم اپنے مقصد کو حاصل نہین کرسکتے۔ زمانہ جاہلیت مین ستارے ٹوٹنے سے شگن بدلیتے تھے اور بدفالی وناکامی اور وبال کے علامت جانتے تھے اوس بناپر خداوند تعالی نے نجومیون کی بدفالی وناکامی ووبال کا حال فاتبعہ شہاب مبین وشھبا وغیرہ کے استعارے مین بیان فرمایا ہے منجمین کی ناکامی ووبال کا حال فاتبعہ شہاب ثاقب کے پیرایہ مین نہایت فصاحت سے بیان فرمایا گیا ہے گویا فاتبعھم الشوم والخسران والحرمان فیما املوا یک مقام مین آیا ہے رجوما للشیاطین۔ رجوما کے معنے تیر اندازی کے گئے ہین۔ شیاطین سے مراد ان شیاطین کا انجام ۔ بالغیب اٹکل پچو باتیں کہنے کو ادمیون کے شیطینون کیلئے بنایا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو نجوم سے احکام بتاتے ہین سارے کبار مفسرین اس مقام پر متفق ہین کہ شیاطین سے مراد شیاطین الانس ہین جو کہتے تھے کہ ہمکو آسمانی خبرین ملجاتی ہین اور ستارون کے حساب سے اونکو سعد ونحس ٹھیرا کر پیشگوئیان کرتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے رجوما للشیاطین ای جعلنھا ظنونا ورجوما للغیب للشیاطین الانس وھم الاحکامیون من المنجمین۔ صفحہ ۳۲۰ یعنے یہ ہوئے کہ ہم نے آسمان کے برجون وستارون کو شیاطین الانس سے محفوظ رکہا ہے اور وہ ان سے کوئی بھی صحیح پیشگوئی حاصل نہین کرسکتے۔ لوگون کا اعتقاد تھا کہ منجمین اسمانی باتمین سن لیتے ہین یعنے آسمان اور ستارون کے ذریعہ انکی پیشگوئیان درست ہوتی ہین خداوند تعالی نے سورہ صافات مین اون کے اس خیال کی نفی فرمائی۔ لا یسمعون الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب مبین۔

ترجمہ یعنے نہین سن سکتے ملاء اعلی کی باتوں کو اور ڈالا جاتا ہے انپر شہاب ہر طرف سے مردود ہو کر مگر جس نے اوچک لیا اوچک لینا اوس کے پیچھے پڑتا ہے شہاب روشن چمکتا اور مقام مین لکھا ہے۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین یعنے ہمنے محفوظ کیا ہے آسمان کو ہر ایک رجیم شیطان سے مگر جو چرالیوے سننے کو پیچھے پڑتا ہے اس کے شہاب روشن اس آیت کے مطلب مین اور سورہ صافات کے مطلب مین کچھ فرق نہین سورہ صافات مین خطف الخطفۃ یعنے ...... اوچک لینا فرمایا اور یہ نہین بتایا کہ کیا اوچکا یعنے اگر منجمین بحساب نجوم کسی فرد یا سلطنت یا آئندہ زمانے کے متعلق کوئی پیشگوئی کر بھی بیٹھتے ہین تو اسکا نتیجہ برعکس دیکھکر خسران وحرمان کا شہاب اون کے پیچھے پڑتا ہے منجمین زمانہ سابق اور حال کی پیشگوئیان ستارون کی حرکت اور ہبوط وعروج اور منازل وبروج اور کواکب کے سعد ونحس ہونے سے احکام کا بتا دینا ہے وہ سب غلط اور جہوٹ ہوتی ہین مگر بعض صحیح ہوتی ہین مثلاً کسوف وخسوف کی پیشگوئی یا کواکب کے اقتران اور ہبوط وعروج کی پیشگوئی اسی امر کو جو در حقیقت ایک حسابی امر مطابق علم ہیئت کے ہے خداوند تعالے نے دو جگہ ایک جگہ بلفظ استرق السمع اور دوسری جگہ خطف الخطفۃ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسکے ساتھ فاتبعہ شہاب ثاقب سے اس سے زیادہ منجمین کی پیشگوئی کو معدوم کر دیا ہے دنیا مین اب بھی منجم موجود ہین جو پیشگوئیان کرتے ہین مگر مامور ربانی ورسول یزدانی حضرت مسیح موعود کی الہی پیشگوئیون نے سب کو خاک مین ملا دیا ہے کیونکہ بموجب آیت فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی خداتعالی کسی انسان کو بجز برگزیدہ رسول کے سوا اپنے بھید پر مطلع نہین کرتا۔ صرف مامور من اللہ کی پیشگوئیان صحیح ہوتی ہین آجکل کوئی منجم وکاہن وملہم حضرت مسیح موعود کے بالمقابل پیشگوئی نہین کرسکتا اگر کوئی منجم آنحضرت کے بالمقابل کھڑا بھی ہو تو فاتبعہ شہاب ثاقب ناکامی وحرمان کا شعلہ اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ منجمین کا خسوف وکسوف یعنے چاند گرہن و سورج گرہن اور دیگر ستارونکی عروج ونزول کی پیشگوئیان کرنا اور ان کا صحیح ہونا۔ یہ امر ایسا ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے لائن پر جو ریل چلتی ہے اور جسکی سپیڈ فی گھنٹہ یا فی منٹ مقرر ہے وہ فلان شہر سے فلان وقت گذر رہی ہوگی یہ تو تناسب کا حساب ہوا پیشگوئی کیا ہوئی۔ الہی پیشگوئی وہ چیز ہے جسمین انسانی علم وحساب وحواس کا ہرگز دخل نہ ہو سکے اور فوق از طاقت انسانی ہو مثلاً یہ کہ کسی کے گھر مین اتنے سال کے بعد بیٹا پیدا ہوگا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے چارون بیٹون کے بارے مین جو پیشگوئیان کی تہین ظہور مین آگئین۔ یا یہ کہ اتنے سال کے اندر فلان شخص مر جائیگا جیسا کہ لیکھرام پشاوری وآتہم اور دیانند سرستی کے بارے مین حضرت اقدس نے پیشگوئیان کی تہین اور ظہور مین آئین یا یہ کہ اتنے سال تک فلان شخص زندہ رہیگا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے قریبا بیس سال سے اپنی عمر کے بارے مین اسی سال کی پیشگوئی کی ہے باوجود سخت ضعف وبیماری کے خداوند تعالے اس پیشگوئی کو ظہور مین لا رہا ہے اور [illegible] حضرت کی عمر ۶۵

اوائل علوم عربیہ در حکمت عربیہ

بقیہ مضمون گذشتہ

و السلام اہل اسلام ایک ہی قوم ہے جسنے اپنے علوم و صنائع اور دریافت حقائق و اسرار پر فخر دلایا ہو اس قوم کی شان سے یہ نہیں ہے کہ قدمائے علوم کی طرف مستند ہو یا عناصر و طبیعت پرست لوگون کی طرف منسوب ہو قریب قریب ہر شخص پر یہ امر واضح ہے کہ قوم عرب ایک قوم جاہل ہے سوا شعر گوئی اور خطبہ گوئی خط و کتابت سے بالکل ناواقف ہے اور تحصیل علوم و معارف و حکم و صنائع سے بے بہرہ نہین کیونکہ یہ معلوم ہے کہ صحرائیت ان لوگون کے خمیر مین ہو گئی ہے اور شائستگی سے یہ قوم بمراحل دور ہے جس سے صنائع وغیرہ کے ترقی ہوتی ہے بلکہ یہ ایک وحشی قوم ہے اور اس قوم مین تمام وہ اسباب موجود ہین جن سے جہالت اور وحشت خمیر مین آجاتی ہے۔ صحرائیت انمین ہزارہا سال سے راسخ ہو گئی تہی۔ جسکی دلیل یہ ہے کہ انکی زمین پر شہر بہت کم آباد ہین اسی سے صنعتون کی بہی قلت ہو گئی ہے سوا ابریشم بافی اور چمڑے کی دباغت کے اور یہی دونون بڑی بضاعت ان لوگون کی ہے جو قومین مثل عاد و ثمود و عمالقہ و حمیر و قوم تبع و اذواے یمن وغیرہ کہ فنا ہو گئی ہین ان کا کچھہ اعتبار نہین اسلئے کہ یہ قومین اگرچہ انتہائے درجۂ شائستگی و تن آسانی و فضول خرچی پر پہونچ گئی تہین اور زمانہ انکی سلطنت و شائستگی کا بہت دراز رہا ہے۔ دستکاری انکی مستحکم رہی ہے۔ سعتین انکی وافر رہی ہین اسکے اصول و قواعد انمین بہت راسخ رہے ہین تاہم یہ لوگ اہل فارس کیطرح کبہی علم و حکمت و نظر و معرفت کیلئے مشہور نہین رہے۔ یہ قومین اور دیگر سلطنتین اگرچہ قدامت کی تہ مین فنا ہو گئین مگر صنفتین انکی پرانی نہین ہوئین۔ یہ جو کچھہ سواد یمن و بحرین و عمان و جزیرہ وغیرہ مین ہوا لیکن اعراب حجاز و بطحا و دیگر عرب خالص لوگون کو کسی ملک و سلطنت کا اتفاق نہین ہوا چند قبیلون کی سرداری کے سوا جو باہم دن رات علانیہ اور پوشیدہ طور سے لڑا بھڑا کرتے تہے۔ یہی لوگ دور ترین خلق خدا مین علم و صنعت سے۔ کیا اسے کہا سکتی ہے اس گروہ جاہل سے جو لکھنا تک نہین جانتی اور نقش و کتابت سے ناواقف تہی۔ سلطنت آل تبع مین خط انتہائی درجہ خوبی و درستی و استحکام پر آگیا تہا۔ سبب یہ تہا کہ یہ سلطنت علی مرتبہ شائستگی و عیش و آرام پسندی پر پہنچ گئی تہی۔ اس خط کو خط حمیری کہتے [illegible] حیرہ منتقل [illegible] جہان [illegible] مین [illegible] آل تبع کی [illegible] ملکرن سے

انہون نے از سرنو ملک عراق مین سلطنت عرب قائم کرائی تہی۔ لیکن ان لوگون کی تحریر مثل آل تبع کے اس حدتک خوشنمائی و کمال پر نہ تہی کیونکہ یہ سلطنت بہ نسبت اس سلطنت کے شائستگی اور عیش پسندی مین کم مرتبہ تہی اور شوکت و قوت بہی اسکی ویسی نہ تہی اسکے بعد یہ خط حیرہ سے منتقل ہوکر اہل طائف و قریش مین آیا چنانچہ مشہور ہے کہ سفیان بن امیہ نے لکہنا اہل حیرہ سے ..... سیکہا تہا۔ بعض کہتے ہین کہ حرب بن امیہ نے اسلم بن سدرہ سے سیکہا تہا۔ بعض کی رائے ہے کہ ان لوگون نے تحریر اہل عراق کے باشندگان آیاد سے سیکہی تہی مگر اس رائے کو ابن خلدون پسند نہین کرتے۔ اس گمان سے کہ بنی ایاد اگرچہ ملک عراق مین آکر رہ پڑے تہے مگر تاہم انکی صحرائیت بحال رہی۔ اور تحریر شائستگی کی صنعتون سے ہے ان کا قول ہے کہ یہی رائے زیادہ تر لائق قبول ہے کہ اہل حجاز نے خط و کتابت اہل حیرہ سے سیکہی اور اہل حیرہ نے قوم تبع سے اور قوم حمیر سے کہتے ہین کہ قوم حمیر کا ایک خاص خط تہا جسکے حروف بالکل علیحدہ ہوتے تہے اور کوئی شخص بغیر ان کے اذن حاصل کئے اسے سیکہہ نہ سکتا تہا اوس کو قلم مسند کہتے تہے۔ حمیر سے مضر نے خط عربی سیکہا مگر یہ لوگ چونکہ صحرائیت ان کے خمیر مین تہی اس لئے عمدہ طور پر نہین لکھہ سکتے تہے چونکہ بہ نسبت اہل یمن و اہل عراق و اہل شام کے شائستگی سے بہ دور تہے پس خط عربی صدر اسلام مین پوری طور پر درست و مستحکم نہوا تہا بلکہ اوسط درجہ پر بہی نہ پہونچا تہا کیونکہ قوم عرب کی صحرائیت اور وحشت مزاجی معلوم ہے اور یہ قوم صنائع سے بہت دور واقع ہوئی ہے۔

یہی سبب ہے کہ رسم الخط قرآن شریف کا جو کہ صحابہ کا صدر اسلام مین بنایا ہوا ہے اور انکی تحریر بہی اور بالکل خام تہی اسی وجہ سے اس زمانہ کے طرز تحریر سے بلحاظ خوبی و متانت نہایت مختلف ہے۔ خط عربی رفتہ رفتہ حسن و خوبی و متانت مین ترقی کرتا گیا جون جون سلطنت عرب کو ترقی ہوتی گئی اور قوم عرب مختلف شہرون مین پہلتی گئی یہان تک کہ خط کوفی پیدا ہوا جس کے موجد حسب مشہور امیر المومنین علی بن ابی طالب ہین جس وقت کہ لوگ بصرہ اور کوفہ مین رہ پڑے تہے اس کے بعد یہ خط حسن و خوبی مین ترقی کرتا رہا یہان تک کہ بنی عباس نے بغداد کی بنیاد ڈالی اسوقت خطوط عربی اول درجہ کی ترقی پر پہونچ گئے کیونکہ بغداد کی آبادی بہت بڑھ گئی تہی [illegible] دار الاسلام و مرکز دولت عرب ہوگیا تہا جب تک حال قوم عرب کا صرف تحریر و خط کے بارہ مین تہا کہ جو کوئی نظری یا عقلی صنعت نہین بلکہ تمدنی اور پیشہ وری کی صنعتون سے متعلق ہے اور جسقدر تعلیم و شائستگی اور آبادی بڑہتی جاتی ہے اسیقدر یہ صنعت قوت سے فعلیت مین آتی جاتی ہے تو پہر ان لوگون کے مراتب ترقی علمی او فنون کا کیا ذکر اور ریکا کمالات عقلی مسائل علمی کے استخراج۔ فلسفی نظریات رصدی آلات۔ زائچون۔ تقاویم۔ ستارون کے سالانہ۔ ماہانہ گردشون کے حساب لگانے اور دیگر مباحثات علم ہیئت کا کیا مذکور خلاصہ یہ کہ قوم عرب اس زمانہ مین انتہائی مرتبہ پر صحرائیت مین ڈوبی ہوئی تہی۔ وحشت اسکے خمیر مین سمائی ہوئی تہی۔ شائستگی اور تمدن سے بمراحل دور تہی اور عیش پسندی سے جو باعث وضع علوم و ایجاد صنائع و حرفت وغیرہ ہوا کرتی ہے اس سے بہت دور تہی۔ اس سبب سے یہ زمانہ قوم عرب کا زمانۂ جاہلیت کہلاتا ہے اور یہ قوم امی مشہور ہے ہان صرف معدودے چند شخص یہود و نصاریٰ و مجوس سے ایام حج مین بغرض تجارت یہان آجایا کرتے تہے اور مکہ معظمہ مین اپنا مال تجارتی بیچ کر اور جو کچھہ منفعت ہونیوالی ہوتی تہی وہ لیکر اپنے اپنے شہرون کو روانہ ہو جایا کرتے تہے علاوہ برین یہ لوگ خود بہی شرک و بت پرستی کیلئے مثل عبادت صلیب و لقا و حضرت عیسیٰ و حضرت مریم و حضرات حوارین و حضرت عزیر اور ملائکہ وغیرہم صلوات اللہ علیہم کیلئے مشہور تہے تو ان سے کیا امید ہو سکتی تہی کہ قوم عرب کو توحید خالص کیطرف ہدایت کرتے اور نظر حکمی کے راہ بتاتے کیونکہ ان کے مذہب کی صورت خود بگڑ چکی تہی اور عقل سلیم کو ان کے دین و ملت کا منظر نہایت کریہہ نظر آتا تہا یہ حال اس زمانہ کا تہا کسی قدیم سیرت یا ترقی کردہ قومون کی کسی پرانی کتاب مین مثلاً روم و یونان وغیرہ قومون کے جنہون نے عرب کا جغرافیہ اور تاریخ لکہی ہے جو صدر اسلام سے پانچسو برس پیشتر بلکہ اس سے زائد تصنیف کی تہین اور انمین سے اکثر جو یونانی سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین وہ مینے دیکہہ چکا ہون انمین سے کسی کتاب مین نہین پتہ ملتا کہ قوم عرب کے واسطے کبہی کوئی ایسا زمانہ آیا ہو جو ہے ساتہہ اس قوم کیلئے بہی کوئی کالج دار العلم اور یونیورسٹی وغیرہ لایا ہو اور ان مین فلسفیات و انظار عقلی مین کبہی کتابین تصنیف ہوئی ہون۔ ہان صرف سکندر یونانی کی یہ تجویز ہوئی تہی کہ عرب کو مرکز تجارت خارجیہ و داخلیہ قرار دے کہ دور دست قومین یہان آکر تجارت کرین مگر مقدر نے اوسکی اس بارہ مین موافقت و مساعدت نہ کی اور شہ [illegible] اجل اسکی دامن گیر ہو گئی اس سبب اس کا مقصد بہ قوت سے فعلیت مین نہ آسکا۔ البتہ کچہہ لوگ اس قوم مین پرانے زمانہ مین ایسے تہے جنہون نے دقیق نظرون سے اور ملت ابراہیمی کی سنتون پر عمل کرنے سے جو انکی ملت پر باقی رہگئے تہے اپنی تکمیل کرتے تہے مگر دین حق کا پہیلانا اور اسکی دعوت کا منتشر کرنا ان کا کام نہ تہا ورنہ عرب کا یہ حال تہا کہ انمین ایک بڑا گروہ تو بت پرستی پر جہکا ہوا تہا۔ اور ایک دوسرا گروہ حشر و بعث بعد الموت کا منکر تہا اور ایک اور گروہ خود الحاد کو انکار وجود صانع عالم پر ڈہلا ہوا تہا یہ سب باتین مزید برآن انکی فطری وحشت و طبعی غباوت و بلادت پر اور تمدن طبعی سے بمراحل دوری پر حال یہ تہا کہ انکی بسر باہم خانہ جنگی قوم و قبیلون کی لوٹ مار بیگناہ خون بہانے اور مال لوٹ لینے پر تہی (البیان) (باقی آئندہ)

ایک تقریر کا خلاصہ

مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

ایک شخص کیطرف سے رقعہ مین کہا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہین اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہو گئے ہین آپ اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہین فرمایا۔ دلکی بیقراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے۔ دیکہو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچہ ہون ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اوسکا اپنا پیارا تو کیا وہ اوس اجنبی بچہ کیخاطر اپنے بچے کی محبت چہوڑ دیگا۔ نہین۔ بلکہ ہرگز نہین۔ پس جب انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہین بالکل خدا کا ہو جانا اور کسی حالت مین اوس سے بیوفائی نہ کرنا۔ پہر اولاد کے حقمین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے انما اموالکم و اولادکم فتنۃ فاحذروھم۔ کہ مال اور اولاد تمہاری دشمن ہین ان سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے نافرمان ہو مرتد ہو جاوے۔ بدکار ہو۔ چور یا ڈاکو بن جاوے۔ مرجاوے تو پہر ویسے ابتلا آجاتا ہے۔ پس ہر حالت مین موجب فتنہ اور ابتلا ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا کہ اگر یہ بچہ مرگیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منہا او مثلہا۔ دیکہو آنحضرت کے گیارہ بچے فوت ہوئے۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جسمین تغیر نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ہان اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے، تو مین نہین سمجہہ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوے کر سکے اور وہ کیون ایسا دعوے کرتا ہے۔ ہم نہین جان سکتے کہ ہماری اولادین کیسی ہونگی۔ صالح ہونگی یا بدمعاش اور نہ ان کے ہم کوئی محسن ہین اور خدا کے تو ہم پر لاکہون لاکہ احسان ہین۔ پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اوس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کیطرف تعلق لگاتا ہے ہان خدا کے حقوق کے ساتہہ مخلوق کے حقوق کا بہی خیال رکہو۔ اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پہر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہیئے کہ۔ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بہی نہین آتا۔ وہ بہی تو وہان ہی آجاتا ہے جہان اسکو تہوڑی سی بہی گنجایش ملجاتی ہے۔ جب خدا کو مقدم رکہا جائے تو برکات کا نزول ہوتا ہے۔ پہر کسی دوست سے اگر تم ایسے باتون مین بدعہدی اور جہوٹ اور عہد شکنی کا کام لو تو وہ تمہین کبہی عزیز نہین رکہیگا۔ پہر وہ تو رب العالمین اور احکم الحاکمین ہو رب العزت ہے۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ یعنے ثمرات سے مراد اولاد ہے۔ اور یہ خدا کیطرف سے ابتلا ہوتے ہین اور یہی انسان کا امتحان ہوتا ہے۔ ہان یہ باتین اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے توبہ استغفار سے اسکی کثرت کرو۔ اور۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ پڑہا کرو۔ اور اسکی کثرت کرو۔ خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کریگا۔ خدا کا دامن نہ چہوڑنیوالا گنہگار ہوکر بہی بخشا جاتا ہے۔ ہان تعلق توڑنا بری بات ہے اور یہ زہر قاتل ہے۔ پس توبہ استغفار کرو اور نمازون مین دعائین کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہو۔ والسلام۔

اسلام اور تمدن و ترقی

مخالفین اسلام نے اکثر کہا ہے کہ اسلام صرف وحشی قوموں کو ایک حد تک شائستہ اور مہذب بنا سکتا ہے لیکن اعلیٰ درجہ کے تمدن کے موافق نہیں اور اس وجہ سے وہ اعلیٰ درجہ کا تمدن نہیں پیدا کر سکتا۔

اس مسئلہ کے حل کرنے کا آسان اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ دریافت کیا جائے کہ تمدن و ترقی کے بزرگترین اصول کیا ہیں، اور وہ اسلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں!

تمدن کے مہمات اصول حسب ذیل عنوان میں محدود کئے جا سکتے ہیں اور دنیا میں جب کبھی کسی قوم نے تمدن میں ترقی کی ہوگی، یا آئندہ کرے گی تو انہی اصول پر کی ہوگی اور کرے گی، یورپ انہی اصول پر عمل کرنے سے آج تمدن کے انتہائی زینے تک پہنچ گیا ہے۔

(۱) انسان کی تمام ترقیوں کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ وہ اعلیٰ ترین مخلوق ہے اور تمام کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی لئے ہے کہ انسان اس سے تمتع اٹھائے، سب سے پہلے قرآن مجید نے اس اصول کی تعلیم کی

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم وسخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعا۔	ہم نے انسان کی بناوٹ سب سے بہتر بنائی۔ اور آسمان و زمین کی چیزوں کو تمہارا مسخر کیا

(۲) انسان کی تمام ترقیوں کی بنیاد یہ ہے کہ اس کو یقین ہو کہ اس کے خیر و شر، ترقی اور تنزل، عروج اور زوال کا مدار، تمام تر اسکی سعی اور کوشش ہے اور دنیا اور دین کی تمام کامیابیاں محض اسکی کوششوں پر موقوف ہیں قرآن مجید نے اس اصول کو نہایت توضیح اور تاکید کے ساتھ بیان کیا۔

لیس للانسان الا ما سعٰی لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت (البقرۃ)

انسان کیلئے اتنا ہی ہے جتنی اسکی کوشش ہے انسان کے نفس کو جو فائدہ پہونچتا ہے اسکی کمائی کی بدولت، اور جو نقصان پہونچتا ہے اسی کے کرتوت کی بدولت۔

ولا تکسب کل نفس الا علیہا (انعام)

اور جو کوئی برا کام کرتا ہے تو اُس کا وبال اوسی پر پڑتا ہے۔

اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم۔ (آل عمران)

کیا جب ایسا ہوگا کہ تم پر کوئی مصیبت پڑے حالانکہ اس کے دو چند تم پر پہلے پڑ چکی ہے تو تم کہوگے کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی، اے محمد کہدے کہ یہ خود تمہاری ہی ذات کیوجہ سے ہے،

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انفال)

یہ اس لئے کہ خدا جب کسی قوم کو کوئی نعمت دیتا ہے تو پھر اس کو بدلتا نہیں جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (روم)

لوگوں کے کرتوت کی بدولت تمام خشکی و تری میں فساد پھیل گیا

ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (حمعسق)

تم پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خود تمہارے کرتوت کی بدولت۔

اسلام نے اس مضمون پر اسقدر زور دیا کہ قرآن مجید میں جا بجا تصریح ہے کہ بندہ جب ایک کام کرتا ہے تو خدا بھی اسی کے موافق کرتا ہے۔

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت یہدیہم ربہم بایمانہم (یونس)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے خدا ان کو ان کے ایمان کیوجہ سے ہدایت کرتا ہے۔

ان الذین لا یومنون بآیات اللہ لا یہدیہم اللہ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا (عنکبوت)

جو لوگ خدا کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، خدا ان کو ہدایت نہیں کرتا اور جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلاتے ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم (احزاب)

مسلمانو! خدا سے ڈرو اور ٹھیک بات بولو، تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کردے گا۔

یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (محمد)	مسلمانو! اگر تم خدا کی مدد کروگے تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھیگا۔
فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم (صف)	پھر جب وہ لوگ کج ہوئے تو خدا نے بھی انکے دلوں کو کج کیا۔
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (رعد)	خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

ان آیتوں میں خدا نے اپنے کلام کو بندے کے کام سے متاخر رکھا ہے فلما زاغوا الخ میں بیان کیا کہ جب ان لوگوں نے کجی کی تو خدا نے بھی اُن کے دلوں کو کج کردیا یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ الخ میں یہ کہا کہ مسلمانو! پرہیزگاری اختیار کرو، اور ٹھیک بات کہو تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کردے گا،،

اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے اور جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

وہو القاہر فوق عبادہ۔ قل کل من عند اللہ۔	اور وہ اپنے بندوں پر بالا دست ہے، کہدے کہ سب کچھ خدا ہی کیطرف سے ہے۔

عیسائی اکثر طعنہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو کاہلی اور پست ہمتی پائی جاتی ہے وہ اسی مسئلہ قضا و قدر کا اثر ہے اور اس لئے مسلمانوں کا تنزل خود ان کے مذہب کا لازمی نتیجہ ہے۔

اس اعتراض کو اگرچہ بعض توکل پیشہ علما اور صوفیہ نے اپنے طرز عمل سے قوی کر دیا ہے لیکن درحقیقت یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔

اس کا سرسری جواب تو یہ ہے کہ یہی قضا و قدر کا اعتقاد تھا جسکی بدولت صحابہ میں سے ایک ایک شخص ہزاروں آدمیوں کے دل میں گھس جاتا تھا اور سینکڑوں کو خاک میں ملا کر صحیح سلامت نکل آتا تھا، اگر آج اسی جوہر کو ہمارے علما و صوفیہ اپنی شکستہ پائی اور کاہلی کیلئے استعمال کرتے ہیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ بے شبہ اسلام نے انسان کو مختار کل قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی احتیاط رکھی ہے کہ یہ اعتقاد اُلحاد کی حد سے نہ مل جائے انسان کے مختار ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ خدا کوئی چیز نہیں، اس لئے انسان قادر مطلق ہے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے لیکن اوس نے انسان کو اپنے افعال کا مختار بنایا ہے اس لئے انسان جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، اسلام نے پہلے معنی کی نفی کی ہے اور اسی بنا پر قرآن میں آیا ہے کہ۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ	تم کسی بات کو نہ چاہو گے جب تک کہ خدا نہ چاہے۔

جس کا یہ مطلب ہے کہ تمکو جو مشیت اور ارادہ کی قوت دی گئی ہے یہ خدا نے ہی دی ہے۔ اگر خدا نہ چاہتا تو تم میں یہ قوت بھی نہ ہوتی۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ۔

قل کل من عند اللہ	یعنی جو کچھ دنیا میں ہے سب کی علۃ العلل خدا ہی کی ذات ہے

اس امر کا قطعی فیصلہ کہ اسلام نے اختیار کی تعلیم کی تھی یا جبر کی، اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اسلام کے مرکز تھے، جو اسلام کی مجسم تصویر تھے، جو اسلام کی ایک ایک ادا سے واقف تھے یعنی صحابہ انہوں نے کیا سمجھا، اور ان پر اسلام کی تلقین کا کیا اثر ہوا؟ تاریخ بداہۃً شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیم نے ان کو اختیار، عزم، استقلال اور حوصلہ کا مجسم پیکر بنا دیا تھا۔

(۳) تمدن کی ترقی کا سب سے بڑا اصول مساوات کا اصول ہے، یعنی یہ کہ تمام انسانوں کے حقوق مساوی ہیں۔ فلاسفر گوندرسیہ کا قول ہے کہ "حقوق انسانی کے سمجھنے کا پہلا دیباچہ مساوات ہے اور مساوات ہی تمام اخلاق حمیدہ کی بنیاد ہے"!

لیکن اسلام کے قبل تک یہ خیال کسی قوم اور کسی ملک میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا، تعزیرات کے متعلق مہذب سے مہذب قوموں کا طرز عمل یہ تھا کہ مجرموں کے مرتبے اور درجے کے لحاظ سے سزائیں دیجاتی تھیں۔ لاروس اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے کہ "رومن امپائر میں ایک ہی جرم کی سزائیں مختلف ہوتی تھیں یعنی مجرم کی حیثیت اور درجے کے لحاظ سے سزا ہوتی تھی،، اس کے بعد مصنف مذکور نے اس ناانصافی اور ظلم کی تفصیل کی ہے اور رومن سے لیکر فرنچ تک کے واقعات گنائے ہیں، اخیر میں لکھا ہے کہ ۱۷۸۹ء کے ہنگامے نے یہ تمام امتیازات مٹا دیئے کیونکہ اس نے خود ان القاب و خطابات کو مٹا دیا جو لوگوں کی ذاتی عزت یا وراثت کے اعزاز کی بنا پر قائم تھے۔

فلاسفر فرنگ لکھتا ہے کہ "مساوات کی بنیاد پچاس برس سے یورپ کی بعض قوموں میں پڑی ہے اور اب دوسرے حصوں میں بھی پھیلتی جاتی ہے"؟

فلاسفر مذکور مساوات کی ابتدا پچاس برس سے بتاتا ہے، لیکن اسلام میں بارہ سو برس پہلے یہ اصول قائم ہو چکا تھا، قرآن مجید میں ہے

یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم	لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے ٹھہرائے اس غرض سے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو لیکن خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو پرہیزگار ہو۔

یہ صرف الفاظ نہ تھے بلکہ اسلام کا نظام اسی اصول پر قائم ہوا، اور اسلام جب تک اسلام تھا اسی اصول پر قائم رہا۔ عرب میں قبائل کے مدارج مقرر تھے جو قبیلہ زیادہ شریف اور معزز تھا اس کا ایک آدمی دوسرے قبائل کے متعدد آدمیوں کے برابر مانا جاتا تھا، یعنی معزز قبیلہ کے ایک آدمی کے خون کے بدلہ میں، دوسرے قبائل کے کئی آدمی...... قتل کئے جاتے تھے، اسیطرح غلام کے عوض کے معاوضہ میں آقا قتل نہیں کیا جا سکتا تھا، اسلام نے اصول مساوات کی بنا پر یہ تفرقے بالکل مٹا دیئے قریش جنکو یہ غرور تھا کہ جنگ بدر میں انہوں نے انصار کے مقابلہ سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ انصار زیادہ نہ تھا ہی ان کے لئے عار ہے، وہ حبش اور ایران کے زر خرید غلاموں کے برابر کر دیئے گئے" ابوسفیان جو تمام قریش کا سردار رہ چکا تھا اور جس کو خود رسول اللہ صلعم کے حریف مقابل ہونے کا دعویٰ تھا جب اسلام لایا تو اسکو بلال و صہیب کا ہمرتبہ ہو کر رہنا پڑا! حالانکہ بلال و صہیب دونوں عجمی زر خرید غلام تھے۔

جبلہ بن الایہم عرب کا مشہور بادشاہ تھا جب وہ اسلام لایا تو اس نے چاہا کہ ایک عامی آدمی کے مقابلہ میں اسکی عزت مرجح تسلیم کی جائے، لیکن عمر فاروق نے جو اسلام کی اصلی تصویر تھے گوارا نہ کیا اور وہ اسی ضد پر مرتد ہو کر عیسائیوں سے جا کر مل گیا

حضرت عمر فاروق نے جب شام کا سفر کیا اور بیت المقدس میں داخل ہوئے، تو اون کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور خود ان کے ہاتھ میں اونٹ کی باگ تھی، حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ خلیفہ اسلام کی جاہ و شوکت دیکھنے کیلئے گھروں سے نکل آئے تھے۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں جنکا شمار نہیں کیا جا سکتا، لیکن عام کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ تمام مورخین نے لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا ظلم جو شروع ہوا وہ تنح عن الطریق (راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ) کا کہنا تھا، یعنی اوائل اسلام میں بڑے سے بڑا آدمی، کسی معمولی آدمی کو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ذرا ہٹ جاؤ، اول جو ظلم شروع ہوا وہ اسی لفظ کا استعمال کرنا تھا۔ باقی آئندہ۔

سطر۹ از کتاب الکلام

* نفس الوہیت شبلی صاحب کا یہ خیال ہماری رائے اس میں صحیح نہیں ہمارا مذہب لاجبر ولا اختیار ہے ہم نے اسپر ایک مختصر سا نوٹ صفحہ ۱۹ پر دیا ہے ایڈیٹر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض علماء و سجادہ نشینوں کا انکار

جیسا کہ بخار والے انسان کو میٹھی چیز کا ذائقہ بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے ایسا ہی خود بینی و خود رائے اور تکبر انسان کو مرض خود بینی و کبر کے باعث جو اس کے دل پر حائل ہوتی ہے حق کی شیرینی کڑوی محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ بات مسلم شدہ ہے کہ انسان کے اچھے اور برے خلق و خو میں اس کے اندر اپنا اثر جماتے اور اپنا رنگ ظاہر کرتے رہتے ہیں یعنے انسان کے ہر قول و فعل کے ساتھ انہی کا تعلق ہی بطور نتیجہ مترتب ہوتا رہتا ہے۔ پس کبر و خود رائی جیسے مکروہ و قبیح خلق کا نتیجہ انسان کیلئے انحراف عن الحق و اصرار علے الباطل صادر ہوتا رہتا ہے چنانچہ خداوند تعالے نے قرآن کریم میں اس بات کی طرف اشارہ فرما کر انسان کو متنبہ فرمایا ہے سأصرف عن اٰیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذالک بانہم کذبوا بآیاتنا وکانوا عنہا غافلین۔

ترجمہ۔ میں پھیر دونگا اپنی آیتوں سے ان کو جو بڑائی ڈھونڈتے ہیں ملک میں ناحق اور اگر دیکھیں راہ سیدھی تو اس پر نہیں چلتے اور اگر دیکھیں الٹی راہ تو اس کو سیدھی راہ سمجھ کر اس پر چلتے ہیں یہ نتیجہ ہے اس بات کا ہے کہ انہوں نے ہمارے بھیجے نشانات کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر رہے۔

چمگادڑ جو نور آفتاب کو نہ دیکھ سکے تو آفتاب کا کیا قصور ہے۔ قصور چمگادڑ کی ہی طرف منسوب ہوگا۔

جیسا کہ اجسام بعض عوارض و خواص کو قبول کر لیتے ہیں ایسا ہی ارواح کا حال ہے جیسا کہ صحیح و تندرست انسان کو مقوی غذا و شیرین شربت خوش ہضم و خوشگوار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی حال حق منکسر المزاج سلیم القلب کے دل میں سچی بات اثر پذیر ہوتی ہے متکبر و مغرور اے انسان روحانیت کے رو سے بیمار ہے ایک ہی غذا ہے جو تندرست کو مفید اور اچھی اور بیمار کو مضر و خراب معلوم ہوتی ہے۔ یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔ روحانی بیمار کے دل میں بحالت کبر و خود رائی کوئی صداقت و سچائی داخل نہیں ہوسکتی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جس شخص کے دل میں ذرہ بھر کبر ہو وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا اور ایک حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے لا یدخل الایمان فی قلب من کان فیہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جس دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہو اس میں ایمان داخل نہیں ہوتا یہ نفی ایمان منکر آیت و حدیث متحقق شد۔ مصنف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام جو باوصاف وما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحی ہیں اور با علام و الہام و وحی خدا دعویٰ کرتے ہیں کہ میں خداوند تعالیٰ کیطرف سے ہوں ان کے بالمقابل جو انسان خود رائے ہو اس کے دل میں سچائی کسطرح داخل ہوسکتی ہے

کبر را بگذار حق روشن ببین
دیدۂ حق بین ہوش از کبر کین۔

(محمد فضل خان اسسٹنٹ ایڈیٹر)

تعبیر الرؤیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں ایک زمین پر چلتا تھا کہ ایک چھوٹا سا سانپ رنگ میں سیاہی مائل کالسی جیسا سیر اوس کا گردن کے قریب سے کھلا ہوا اور جیسا کہ جو ہے نے کھایا ہوا ہے۔ میرے جوتے سے ٹھوکر کھا کر سامنے گرا دیکھا تو مردہ اور خشک گرا ہوا تھا پھر زمین کیطرف خیال ہوا تو دیکھا کہ اردگرد تمام زمین میں چوہوں نے زمین کھود کھود کر مٹی نکالی ہوئی ہے اور ان کے سوراخوں میں جو بکثرت میں سانپ اسطرح سے کہ ایک ایک سوراخ میں دو دو میں تین سانپ میں سر ان کے سوراخوں کے اندر ہیں اور باقی حصہ باہر ہے پتہ چلتے کچھ نہیں مردہ ہے یا زندہ میں نے ایک کو ہلایا تو ایک نے کچھ تھوڑی سی حرکت کی جس مجھے خیال ہوا کہ چوہوں نے ان کو پکڑ کر اپنے سوراخوں میں دبایا ہوا ہے اور ان کو کھاتے ہیں اور اندر لیجاتے ہیں گے۔ فقط

خاکسار نواب علی شاہ احمدی کرناہ۔ علاقہ کشمیر

تاویل

سانپ اخلاق مضر نفسانیہ ہیں جو راوی کے نفس سے زائل ہو رہے ہیں اخلاق متضادہ جو مشابہ چوہوں ہیں اخلاق مضرہ کو کھاتے یعنے زائل کر رہے ہیں اور ان کو قابو کر رکھا ہے خواب میں سانپ کی دو ہی طرح تعبیر آئی ہے (۱) کوئی خارجی دشمن (۲) انسان کا اندرونی دشمن نفس جو ہمارے جہان کے دشمنوں سے سخت ہے اس خواب میں سانپوں سے مراد نفسانیہ شعبے اور شاخیں [illegible] جو رو بزوال ہیں۔ اور راوی کا نفس اصلاح پذیر ہو رہا ہے اگر خواب میں بہت سے سانپ یا ایک ہی سانپ کسی سوراخ والا دیکھا جاوے تو اس سے مراد اکثر اوقات انسان کو اپنے نفس کی حالت کیطرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

قصۂ نفس ار بپرسی اے پسر
قصۂ دوزخ بخوان با ہفت سر
نفس انسان اژدہائے قائل است
لیک بازہم بر وجودش مائل است

(محمد فضل اسسٹنٹ ایڈیٹر)

الحکم عند اللہ

نبی بخش صاحب رام نگر ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ میری نظر کمزور ہے میں اخبار پڑھ نہیں سکتا میرے نام جو پرچہ آتا ہے وہ کسی اور کے نام عند اللہ جاری کیا جاوے۔

ہم صاحب موصوف کی رائے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے ان کی علمی خیرات کو وسیع کرنے کیلئے اتنا کرتے ہیں کہ اگر کوئی دو صاحب ازراہ ثواب ارادتاً رو پیہ بیعت بھیجدیں تو باقی کی اس رقم نے پوری کر دیجائیگی۔ اور اخبار ایک کی جگہ دو آدمیوں کو مل سکیگا۔

استفسار و جواب

زوجہ مفقود الخبر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء الحکم میں مفقود الخبر کی زوجہ کی نسبت جو فتوے آپ نے تحریر فرمایا ہے اسکی زیادہ تشریح و توضیح مطلوب ہے یہ امر واضح نہیں کیا گیا کہ مفقود الخبر کی زوجہ کتنی مدت کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے ایسا واقعہ میرے دہ میں خاص کر زیر بحث اور موجود ہے لہذا معروض ہے کہ عند اللہ بصراحت تمام معہ آیات قرآن و حدیث شریف وغیرہ جو کچھ معلومات ہوں الحکم کے ذریعہ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں والسلام جملہ جماعت احمدیہ کو السلام علیکم

راقم عاجز ملک عادل شاہ و مدار شاہ احمدی از مقام ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور خریدار الحکم نمبر [illegible]

السلام علیکم۔ نکاح زوجہ مفقود الخبر والے مضمون پر کسی آئندہ پرچہ الحکم میں روشنی ڈالیں ایک احمدی نے نکاح کرنا ہے اور قبل ازیں عورت کا خاوند ۱۸ سال سے گم ہے

راقم ضیاء الدین بجگہ چودھری سجاول خان۔ جگراؤں

جواب: گمنام شخص کی عورت چار سال انتظار کرے

واضح ہو کہ مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق جو فتوی نوے سال تک کے انتظار کرنیکا مشہور ہے وہ متاخرین میں سے کسی کی غلطی سے بعض کتب میں داخل ہوگیا جو سراسر قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و عقل و مشاہدہ و قبول فقہ کے برخلاف ہے اور اسکی کوئی سند نہیں اس کے غلط ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اسمیں ایسی شرط رکھی گئی ہے جو بالعموم انسانی طاقت سے برتر ہے شاذ و نادر ہی مرد و عورت نوے سال تک زندہ رہ سکتے ہیں مفقود الخبر کی زوجہ کا نوے سال تک انتظار گویا مرنے تک اوس کو نکاح ثانی سے ممانعت بتائی گئی ہے اور یہ بات قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و فقہائے عظام کے برخلاف ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذالک فقد ظلم نفسہ

ترجمہ۔ حاصل مطلب یعنے عورات کو جب تم طلاق دے چکو یا ان کے خاوند مر جاویں اور ان کی عدت کی میعاد گذر جاوے یا ان کے خاوند مفقود الخبر ہو جاویں جنکی زندگی کی خبر کئی سال سے نہ پہنچے تو عورت کو یا ان کے والیوں کو نکاح ثانی کی خواہش ہو تو مت روکو کیونکہ ایسے حال میں عورات کو نکاح سے روکنا عورات اور ان کے والیوں کے حق میں مضر ہے اور اگر تم ان کو نکاح سے روکو گے تو حد و دالہی سے تجاوز کرنے کے مستوجب ٹھہرو گے اور جس نے ایسا کام کیا اوس نے اپنا ہی برا کیا۔

بخاری مطبوعہ مصر صفحہ جلد سوم میں لکھا ہے

وقال الزھری فی الاسیر یعلم مکانہ لا تتزوج امراتہ ولا یقسم مالہ فاذا انقطع خبرہ فسنۃ سنۃ المفقود۔

ترجمہ۔ زہری فرماتے ہیں کہ جس قیدی کا مکان زندان معلوم ہو اوس کی عورت کسی سے نکاح نہ کرے اور اس کا مال تقسیم نہ کیا جاوے اور جب اوسکی خبر منقطع ہو جاوے تو وہ گم شدہ قرار دیا جاوے اور ایسے شخص یعنے گم شدہ کی زوجہ کچھ سال کا انتظار کرے۔

اعلام الموقعین جلد اول صفحہ ۱۶۱ میں حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قد ثبت عن عمر بن خطاب انہ اجل امراۃ المفقود اربع سنین وامرھا ان تتزوج فقدم المفقود بعد ذالک فخیرہ عمر بین امراتہ وبین مہرھا۔ وقد قال بعض المتاخرین من اصحاب احمد ان مذھب عمر فی المفقود یخالف القیاس والقیاس ان زوجۃ القادم بکل حال الا ان نقول الفرقۃ تنفذ ظاھرا وباطنا فتکون زوجۃ الثانی بکل حال وغلا قول بعض المخالفین لعمر فی ذالک فقالوا لو حکم حاکم بقول عمر فی ذالک لنقض حکمہ لبعدہ عن القیاس وطائفۃ ثالثۃ اخذت ببعض قول عمر وترکوا بعضہ فقالوا اذا تزوجت ودخل بھا الثانی فھی زوجتہ ولا ترد الی الاول وان لم یدخل بھا ردت الی الاول۔ قال شیخنا

من خالف عمر لم يهتد الى ما اهتدى
اليه عمر لم يكن له من الخبرة والقياس
مثل خبرة عمر وهذا انما يتبين
وهو وقف العقود اذ التصرف
في حق الغير بغير اذنه هل يقع
مردودا او موقوفا على اجازته
فيه مشهوريں هما روايتان عن
احمد هما انها تقف على الاجازة
وهو مذهب ابي حنيفة ومالك
رحمهما الله تعالى والثانية انها لا تقف
وهو اشهر قول الشافعي وهذا في النكاح
والبيع والاجارة وظاهر مذهب احمد
التفصيل وهو ان المتصرف اذا كان
معذورا لعدم تمكنه من الاستيذان
وكان به حاجة الى التصرف وقف العقد
على الاجازة بلا نزاع عنده وان
امكنه الاستيذان او لم يكن به حاجة
الى التصرف ففيه نزاع فالاول مثل
من عنده اموال لا يعرف اصحابها
كالغصوب والعواري ونحوها فاذا تعذر
عليه معرفة ارباب الاموال ويئس
فان مذهب ابي حنيفة ومالك
واحمد يتصدق بها عنهم فان ظهروا
بعد ذلك كانوا مخيرين بين الامضاء
والتضمين وهذا مما جاءت به السنة
في اللقطة فان الملتقط يأخذها بعد
التعريف ويتصرف فيها ثم ان جاء
صاحبها كان مخيرا بين امضاء تصرفه
وبين المطالبة فهو تصرف موقوف لما
تعذر الاستيذان ودعت الحاجة الى
التصرف وكذلك الموصى بما زاد على
الثلث وصية موقوفة على الاجازة عند
الاكثرين وانما يجيزون بعد الموت
وفي المفقود المنقطع خبره ان قيل
امرأته تبقى الى ان يعلم خبره بقيت
لا ايما ولا ذات زوج الى ان تبقى
من القواعد او تموت والشريعة
لا تأتي بمثل هذا فاذا اجلت اربع
سنين ولم يكشف خبره حكم بموته
ظاهرا فالصواب ما قضى به
امير المؤمنين عمر بن الخطاب وخلفاء
الراشدون رضي الله تعالى عنهم
في المفقود الخبر وزوجته قال شيخنا
وقد تأملت من هذا الباب ما شاء
الله فرأيت الصحابة افقه الامة
واعلمها +

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے گمنام کی عورت کی میعاد انتظار چار سال ٹھہرائی تھی اور عورت کو حکم فرمایا کہ چار سال کے بعد نکاح کرے پھر اس کے بعد اوس کا گمنام خاوند آ گیا تو حضرت عمر نے اوس کو اس کی عورت اور مہر کے درمیان اختیار دیا کہ یا عورت لے لو یا مہر اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ گمنام کے بارہ میں حضرت عمر کی رائے خلاف قیاس ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ وہ بہرحال پہلے خاوند کی عورت ہو مگر شیخ (ابن قیم) کہتے ہیں کہ جدائی کا حکم ظاہر و باطن نافذ ہو سکتا ہے پھر جب عورت کی جدائی پہلے خاوند سے ہو چکی تو وہ بہرحال دوسرے کی عورت ہے۔ بعضوں نے حضرت عمرؓ کی اس امر میں بحث مخالفت کی اور کہا کہ اگر کوئی قاضی اس امر میں حضرت عمر کے قول پر حکم کرے تو وہ بعید از قیاس ہونے کے باعث قابل اعتبار نہیں۔ اور تیسرے گروہ نے حضرت عمر ابن خطاب کی کچھ بات پر عمل کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جب دوسرے کے نکاح میں عورت آ گئی اور وہ دخول کر چکے تو وہ دوسرے خاوند کی عورت رہی اور پہلے کو نہ دی جاوے اور اگر دوسرے نے دخول نہیں کیا تو پہلے خاوند کو دیجاوے۔

ہمارے شیخ (یعنے شیخ ابن قیم) نے کہا ہے کہ جس نے حضرت عمر ابن خطاب کی اس رائے سے خلاف کیا اوس نے غلطی کی۔ اور صحیح بات کو نہ پایا۔ اون میں دانش قیاس حضرت عمرؓ کی دانش و فہم قیاس کی طرح نہیں ہے یہ بات قاعدہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے مال میں بغیر اس کے اذن کے تصرف کرے تو آیا اوس کا تصرف اسکی اجازت پر مردود و موقوف ہو سکتا ہے یا نہیں اسمیں دو روایتیں امام احمد حنبل سے مشہور و معروف ہیں۔ پہلے یہ کہ تصرف اجازت پر موقوف ہے اور یہ رائے حضرت ابی حنیفہ و امام مالک کی ہے دوسری روایت یہ ہے کہ اجازت پر موقوف نہیں ہے اور یہ بات شافعیؒ سے مشہور و معروف ہے اور یہ بات نکاح اور بیع اور اجارہ میں ہے احمد حنبل کی اسمیں یوں تفصیل آئی ہے کہ جب تصرف کرنیوالا اذن طلب کرنے سے معذور ہو اور اس کو تصرف کرنے کی حاجت ہو تو یہ عقد اجارہ پر اوس کے نزدیک بلا نزاع جائز ہے اور اگر اذن لینا ممکن ہو یا تصرف کرنے کی حاجت نہ ہو تو اس میں نزاع ہے۔ پہلا مسئلہ یوں ہے کہ کسی شخص کے پاس کسی کا مال ہو اور صاحب مال معلوم نہ ہو۔ تو جب صاحب مال کی شناخت و پہچان ناممکن ہو اور اس کے دریافت سے ناامید ہو تو حضرت امام ابی حنیفہ و مالک و احمد کہتے ہیں کہ وہ بطور صدقہ کسی کو دیدینا چاہئے اور اگر صدقہ کرنے کے بعد صاحب مال آ جاوے تو اجازت اور ضمانت پر اس کو اختیار ہے یعنے یا صدقہ کی اجازت بحال رکھے یا صدقہ کرنیوالے سے اتنا مال لے لیوے۔ افتادہ یعنے کسی کی گری ہوئی چیز کے ملجانے کے بارے میں احادیث میں یوں ہی آیا ہے افتادہ چیز کے پانیوالا اوس چیز کو معروف و مشہور کر کے اٹھا لیوے اور تصرف کرے پھر جب افتادہ چیز کا مالک آ وے تو اس کو اجازت تصرف اور مطالبہ میں اختیار دیا گیا ہے پس یہ تصرف اوس وقت جائز ہے جبکہ جب اذن لینا مشکل ہو اور تصرف کی ضرورت ہو۔ اور ایسا ہی ثلث سے زیادہ وصیت کرنیوالے کی وصیت بہتوں کے نزدیک اجازت پر موقوف ہے۔ اور یہ وصیت موت کے بعد جائز رکھتے ہیں پس گمنام آدمی جس کی خبر منقطع ہو اگر کوئی کہے کہ اوس کی عورت اُس کے گمنام خاوند کی خبر معلوم ہونے تک ٹھہری رہے تو اس حالت میں وہ عورت مرنے تک نہ بیوہ اور نہ شوہردار رہتی ہے اور شریعت اسلامیہ نے ایسی بات کو ناجائز رکھا ہے۔ پس جب اسکی عورت چار سال منتظر ٹھہرائی جاوے اور گمنام کی کوئی خبر نہ ملے تو بظاہر اوس کی موت کا حکم نافذ ہونا چاہیے۔

پس گمنام اور اوسکی زوجہ کے بارے میں صحیح وہ بات ہے جس کا فتویٰ حضرت عمر ابن خطاب نے دیا اور خلفاء الراشدین نے اس پر عملدرآمد کیا ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس امر میں میں نے بہت فکر کیا اور صحابہ کرام کو ساری امت کے لوگوں سے زیادہ تر سمجھدار و عالم پایا۔

موطا امام مالک ص ۱۹۰ مطبوعہ فخر المطابع دہلی میں لکھا ہے۔

عن مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد ابن المسيب ان عمر ابن الخطاب قال ايما امرأة فقدت زوجها فلم تدر اين هو فانها تنتظر اربع سنين ثم تعتد اربعة اشهر وعشرا ثم تحل۔

ترجمہ۔ امام مالک ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا ہے جس عورت کا خاوند گم جاوے اور اس کی خبر نہ ہو وہ عورت چار سال تک اوس کا انتظار کرے پھر چار سال کے بعد چار ماہ دس دن عدت میں رہے پھر نکاح کر لے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اسی فتوے پر عمل درآمد رکھتے اور آجکل کے سمجھدار لوگ بھی اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ والسلام راقم عاجز ...

(... مدینہ منورہ میں کس تاریخ کو داخل ہوئے اور کس کے مکان پر اترے تھے)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود دوشنبہ کے دن اٹھا کر رکھا ہجرت بھی دوشنبہ کے دن کی اور انتقال بھی دوشنبہ کے دن ہوا۔

جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز مدینہ ہوئے وہ دن دوشنبہ کا تھا بارہ تاریخیں ربیع الاول کی گذر چکی تھیں آفتاب قریب زوال پہونچ گیا تھا اہل مدینہ خبر تشریف آوری سنکر بغرض استقبال آئے تھے لیکن آفتاب کے قریب زوال ہو جانے سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آ رہے تھے اس اثنا میں آنحضرت صلعم کو معہ ابوبکر صدیقؓ کے ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھکر اس طرف دوڑ پڑے آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سلام بن خیثمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثوم بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور ابوبکر صدیقؓ سنح میں بنو الحرث بن الخزرج میں حبیب بن اساف یا بخیال بعض خارجہ بن زید کے مکان پر مقیم ہوئے دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ پنجشنبہ تک آنحضرت صلعم قبا میں مقیم رہے اور اس اثنا میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی جمعہ کے دن نماز آپنے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جسکو آپنے بطن وادی میں ادا کیا۔ بنو سالم بن عوف نے آپکو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپنے یہ فرمایا کہ میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جاوے گی میں ٹھہروں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے چنانچہ آپ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار رضی اللہ عنہم آپکے پس و پیش، یمین و یسار چلے۔ ہر شخص کے دل میں یہی آرزو تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر ٹھہرے ہر متنفس اپنی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اگر چہ ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہونچا اور ان لوگوں نے ناقہ کا مہار پکڑنا چاہا آپنے فرمایا دعوها فانها مأمورة ناقہ کو چھوڑ دو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے مامور ہے پھر آپ کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گذر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کے مہار پکڑنے کا قصد کیا انہیں سعد بن عبادہ و منذر بن عمر بھی تھے آپنے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی خاموش اور امید کی نظروں سے ناقہ کو دیکھنے لگے۔ بعد اس کے بنو حارث بن الخزرج کیطرف گذر ہوا یہاں سعد بن الربیع و خارجہ بن زید و عبد اللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کیا پھر ناقہ بنو حارث بن الخزرج سے نکلکر بنو عدی بن النجار (عبد المطلب کے ننہیال) میں پہونچا ان لوگوں سے بھی آپنے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے تا آنکہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں بیٹھ گیا جہاں کہ اسوقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے ابن مالک کے اون دونوں دو لڑکے سہل و سہیل تھے جو معاذ بن عفراء کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ مقام کوئی معمورہ نہ تھا بلکہ کھنڈر اور چند درخت کے تھے اور مشرکین کی قبریں تھیں اور مربد (چارپاؤں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپ ناقہ پر سے نہ اترے تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دیر دور چلکر لوٹا اور اسی مقام پر آ کر پھر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا آنحضرت ناقہ سے اتر پڑے۔ ابو ایوب آپ کا اسباب جو کچھ تھا اپنے گھر اٹھا لے گئے اور آنحضرت بھی انہیں کے مکان پر ٹھہرے۔ مالکان مربد نے اُس زمین کو آپکو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپنے قبول نہ فرمایا اور اس کو بقیمت خرید فرما لیا بعد ازاں آپنے قبور مشرکین اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنیکا حکم دیا اور بنفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے انصار و مہاجرین بھی بنانے میں شریک تھے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑے اور گارے سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور شاخوں سے درست ...

... محمد ...

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مشن سکولوں کا خاص مقصد کیا ہے

مشن سکولوں کے اجراء سے مشنریوں کی کیا غرض ہے؟ اسکا نہایت صاف الفاظ میں مشنریوں کے منہ سے مل گیا ہے۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ ان سکولوں کی غرض و غایت نوجوانوں کو عیسائی بنانا ہے لیکن پادریوں نے علی الاعلان اسکا صاف لفظوں میں کبھی اعتراف نہیں کیا بلکہ وہ تعلیم کو عام کرنا اپنا مقصد بتایا کرتے ہیں حال میں دہلی کی مشنری سوسائٹی نے اپنی سالانہ رپورٹ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ مشن کے تعلیمی سلسلہ کی تنخواہیں قلیل ہیں اسلئے کرسچین عیسائی ادہر متوجہ نہیں ہوتے اور مشن سکولوں میں تعلیم کا پیشہ اختیار کرنے سے بھاگتے ہیں اسکا علاج یہی ہے کہ فنڈ بڑھا کر معقول تنخواہوں پر لائق استاد سکولوں میں تعلیم دینے پر مقرر کئے جائیں تاکہ **اہل کو عیسائی بنانے کا کام کامیابی سے سرانجام پا سکے!**

یہ ہے اصل غرض مشن سکولوں کے قیام و اجراء کی۔ وہ لوگ جو اپنی ذریت کو عیسائیت کے پنجہ سے بچانا چاہتے ہیں مشن سکولوں کو دور سے سلام کریں۔

آریہ سماج میں تین تیرہ

آریہ سماج میں خانگی جنگی کا پھوڑا جو اندر ہی اندر پک رہا تھا آخر وہ ناسور بن کر پھوٹ نکلا ہے۔ کلچرڈ اور مہاتما پارٹی کا جھگڑا پہلے ہی کچھ کم نہ تھا کہ اب مہاتما پارٹی میں بھی تین تیرہ ہونے لگی۔ امرتسر کے اخبار تیج نے آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے ایک جلسہ کی پروسیڈنگ بطور ضمیمہ شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک اختلاف باہم پیدا ہوگیا ہے اس جلسہ کا یہ ہی نتیجہ ہوا کہ مہاتما پارٹی کے لیڈر لالہ منشی رام صاحب کو آریہ سماج سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ اسکے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں آریہ سماج کے سدہانتوں میں کسی قسم کا شبہ پڑ گیا ہے یا وہ آریہ سماج کو پسند نہیں کرتے مگر وہ کسی مصلحت سے آئندہ آریہ سماج کے ممبر نہیں رہیں گے۔

لالہ منشی رام صاحب کا ایک قومی لیڈر ہونے کی حیثیت سے فرض تھا کہ وہ پبلک کو زیادہ تعجب میں نہ ڈالتے بلکہ صاف الفاظ میں اپنے قطع تعلق کے وجوہات پیش کریں اگرچہ انہوں نے اپنے اخبار ست دہرم پرچارک میں "تو برائے وصل کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی" کے عنوان سے ایک گونگا مضمون لکھا ہے جسکا مطلب در اصل بطن شاعر میں ہے اور یہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ معزز معاصر "ہندوستان" نے بھی اسی قسم کی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ وہ قطع تعلق کی وجہ کے عنوان سے ایک نوٹ میں ظاہر کرتا ہے کہ "یہ شعر اپنی زبانی بول رہا ہے کہ مہاتمے منشی رام جی کے حالات موجودہ میں اپنے وجود کو آریہ سماج کے اتحاد کی بجائے آریہ سماج کے نفاق کا موجب خیال کرتے ہیں اور چونکہ وہ نہیں چاہتے کہ انکی وجہ سے سماج میں نفاق پیدا ہو وہ اس سبرل ارگنیزیشن کی ممبری سے دست بردار ہوتے ہیں لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مہاشے موصوف باوجودیکہ سماج میں ہر کہ ومہ اون کی عزت کرتا ہے سماج میں نفاق پھیلانے کا موجب کیونکر ہو سکتے ہیں اس سوال کا جواب بھی آپ نے دیا تو ہے لیکن میرے **خیال میں واضح اور موثر نہیں ہے بلکہ حل طلب اور تشریح طلب اور پردہ پوشی اور رازداری کا پہلو لئے ہوئے ہے** ۔ یہ رائے اس جواب کے متعلق ہم نے مذکور کی ہے اسلئے لالہ منشی رام صاحب کا فرض ہے کہ اصلیت کو اخلاقی جرأت سے کام لیکر ظاہر کریں۔ جو جواب اس سوال کا لالہ منشی رام نے دیا ہے اوس کو بھی ہم یہاں درج کر دیتے ہیں۔

جبکہ یقین ہوگیا کہ میرے بہت سے بھائی محض میری شخصیت کے باعث اپنے دہرم سے پست ہو رہے ہیں تب تو مجھ سے نہ رہ سکا اور میں نے دورہ میں سنکلپ کر لیا کہ پنجاب کے آریہ سماجوں کی آرگنیزیشنوں سے قطع تعلق کر لوں مجھے یقین ہے کہ جب تک ان بھائیوں کو جو محض میرے آریہ سماج سے تعلق رکھنے کی وجہ سے دکھ محسوس کر رہے ہیں۔ یہ نشچے نہ ہو جائے کہ میرا آریہ سماج کی آرگنیزیشنز سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تب تک انکے ہردے شانت نہ ہوں گے اس لئے میں سب بھائیوں کی اطلاع کے لئے اعلان دیتا ہوں کہ میں آج سے آریہ سماج کا ممبر نہیں ہوں۔

خاموشی بہترین پولیسی ہے

روزانہ پیسہ اخبار میں اس عنوان سے ۲۸ اکتوبر کی اشاعت میں مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے کے مضامین پر (جو انڈین ریویو الہ آباد میں شائع ہوئے ہیں) مسلمان اخباروں میں نوٹس لینے پر افسوس ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ملکر سخت افسوس ہوتا ہے۔ کہ مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے نے مدینۃ الاسلام بغداد میں بیٹھے بیٹھے جونئی اوپج کی لی تھی اور مسلمانان ہندوستان کی ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی سے بیزار ہو کر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مشن برہمو سماج کے اپنا جداگانہ فرقہ بنا لینے کی رائے دی تھی اسپر اکثر اسلامی معاصرین ضرورت سے زیادہ بحث کر رہے ہیں جس سے خواہ مخواہ اسکی وقعت بڑھتی ہے اور آزاد خیال اصحاب کو قیود مذہبی سے نکل جانے کا موقع ہاتھ آتا ہے جو مضمون اپنے بوجھ سے خود ہی دبا ہوا ہو اسکو سر اٹھانے کا موقع دینا گویا اپنے ہاتھ سے خود نقصان مول لینا ہے ایسی دور از کار تحریروں کے حق میں خاموشی بہترین پالیسی ہے۔

ہم نے پیسہ اخبار میں ان سطور کو نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار نے اس مشورہ اور رائے کے ظاہر کرنے میں کیوں "ایسی خاموشی بہترین پولیسی ہے" پر عمل نہ کیا۔ یہ اخبار کی تحریر صاف ہے اور اسکے سمجھنے میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی اسلئے ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ مسٹر محبوب عالم صاحب نے مسٹر سجاد حیدر بی اے کے مضمون کی در پردہ تائید کی ہے کیونکہ وہ ان مسائل مہم کو جو مسٹر سجاد حیدر نے اپنے مضمون میں پیش کئے ہیں برنگ دیگر ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی کہتا ہے۔ اور اسپر بحث کرنے کی ضرورت خود مضمون کی گرانباری کی وجہ سے بتاتا ہے۔ ہم حیران ہیں یہ اخبار کا ایڈیٹر ہجوم افکار کی وجہ سے کیا کہہ رہا ہے کہ وہ بخیال خویش اسلام کی حمایت کر رہا ہے لیکن اوس کے الفاظ معزت رسان معلوم ہوتے ہیں۔ کیا پیسہ اخبار نہیں جانتا کہ اخفاء حق کرنے والا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان اخرس ٹھہرایا ہے۔ سجاد حیدر کے مضمون پر جسقدر بحث کی جائے وہ تھوڑی ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ جی کھول کر اس پر بحث کریں۔ ہم آزاد خیال لوگوں سے ایسے بدظن نہیں ہیں کہ وہ قبول حق سے خواہ مخواہ گریز کریں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے پر مصر ہوں اگر اون کو معقول طریق پر سمجھایا جاوے تو وہ سمجھ سکتے ہیں ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا انکو اور آئندہ ذریت کو ہلاک کرنا ہے پس اسلامی اخبارات جسقدر بھی ان مضامین پر لکھیں گے وہ کم ہے اور خاموشی بوقت گفتن خطرناک پولیسی ہے

پیسہ اخبار آگے چلکر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اخبارات کے قیمتی کالموں کو ایسے مباحثوں سے پاک رکھنا چاہئے لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں اس قسم کے مضامین کثرت سے چھپ جاتے ہیں لیکن ایڈیٹر صاحب کثرت کار کی وجہ سے غور نہیں کر سکتے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہیں اگر وہ چاہیں تو ہم اونکو ایک طویل فہرست ایسے مضامین کی دینے کو تیار ہیں۔

سوامی دیانند مہا بھارتی اسلام پر

امرت بازار پتریکا میں سوامی دیانند مہا بھارتی کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ "ربع صدی تک اسلامی شریعت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اگر تعصب کو بالائے طاق رکھکر اسلامی مسائل پر غور کیا جاوے تو ہم لوگ ہنود اور ویشنو اس نفاق کو جو ہندو دہرم اور عرب کے بزرگ پیغمبر کے متبعین میں حد فاصل ہے دور کر کے **شعائر اسلام کے ذریعہ سے ہندوستان کو مرفہ الحال اور عقلمند بنا سکتے ہیں۔**"

جزاک اللہ احسن الجزاء! ہمارے آریہ صاحبان ذرا وچار کریں۔!!

سوئٹزرلینڈ میں مذہبی کانگرس

سوئٹزرلینڈ میں ۳۰ ستمبر تک ۱۵ ستمبر سے لیکر ایک عالمگیر مذہبی کانفرنس رہی ہے ابھی تک اس کے مفصل حالات شائع نہیں ہوئے یا کم از کم ہم تک نہیں پہونچے۔ پارسیوں کی طرف سے دادا بھائی نوروزجی اس میں بطور ڈیلیگیٹ شریک ہوئے۔ اسلامک سوسائٹی لنڈن کی طرف سے بھی کوئی شخص اسلام کو ریپریزنٹ کرنے کے لئے گیا تھا۔ مذہب کی یہ عالمگیر تحریک اور مذاہب پر غور و فکر صاف کر رہی ہے۔ کہ یہ مسیح موعود کے انفاس قدسیہ ہے جو اسلام کو جملہ مذاہب پر غالب کرنے آیا ہے۔

مزاروں کی پرستش کا خبط محض ہندوستانیوں کو ہی نہیں

پرچارک لکھتا ہے کہ یورپ کے لوگ باوجود مزار پرستی کو ہمارے ایشیا والوں کو عموماً اور ہندوستانیوں کو خصوصاً بت پرست کے نام سے پکارتے ہیں عیسائیوں کے رومن کیتھلک فرقہ کے پیرو جن کی تعداد کئی کروڑ ہے تمام بت پرست اور مردم پرست ہیں۔ اور اون سے بڑھکر گریک چرچ کے ماننے والے عیسائی ہیں زار روس اسی موخر الذکر فرقہ کے دنیاوی شہنشاہ ہیں۔ گذشتہ ایام میں جب اون کے فرزند ارجمند کی پیدائش پر خوشیاں منائی گئیں تو اس موقع پر ایک دلچسپ کہانی بھی سنائی گئی، جو خاص شہنشاہ روس کے اہل خانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ زارینہ کو دو سال ہوئے خواب آیا تھا۔ کہ اگر تیری کی اچھیا ہے۔ تو میری مزار میں سے پس ماندہ (مقدسات) اٹھا کر دوسری جگہ میں منتقل کر دو۔ تمہارے لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ زارینہ نے یہ خواب زار کو سنایا اور بتلایا کہ یہ ذکر ایک سینٹ سے آیا ہے۔ جو کہ خواب میں میرے سامنے تھا لیکن میں اوس سینٹ کا نام بھول گئی ہوں۔ صبح ہوتے ہی زار نے حکم دیا کہ تمام سینٹوں کی تصاویر اکٹھی کی جاویں۔ جب وہ تصویریں شہنشاہ روس کی بیگم کے سامنے آئیں تو زارینہ نے سینٹ سیرف کو پہچانا۔ اسپر زار روس اور ملکہ دونوں اوس مزار پر پہونچے۔ اور کھدوا کر اوس سینٹ کی مقدسات نکلوائی گئیں۔ جس سے زارینہ کے اب لڑکا پیدا ہوا اس حکایت پر ہزار ہا روسی لوگ اپنی مرادوں کے لئے سینٹ سیرف کے مزار پر جا رہے ہیں تو ہمات کسی خاص ملک یا فرقہ کے ورثہ میں نہیں آئے بلکہ جہاں مذہبی امور کی کھوج اور تحقیقات کرنے میں کفر سمجھا جاتا ہے وہاں ہی آئے دن اس قسم کے کمزور خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شموئیل علیہ السلام کی قبر جو بیت المقدس کے قریب ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور مرور ایام سے خستہ و شکستہ ہوگئی ہے اور لوگ وہاں زیارت کے لئے کثرت سے آتے ہیں اسکی مرمت کی جاوے اس مزار کے متعلق ایک مدرسہ بھی ہے اسکی بھی توسیع ملحوظ ہے اسلئے دونوں کے مصارف کا اندازہ ایک لاکھ پچاس ہزار قرش کیا گیا ہے تجویز ہے کہ ۹۸ ہزار قرش خزانہ عامرہ سے دئے جاویں۔ اور باقی باون ہزار خزانہ اوقاف سے۔

لنڈن میں عالی شان مسجد بننے کی تجویز ہے ...

احمدی جماعت کی خاص توجہ کے قابل

سود سے بچنے کی کوئی تدبیر ضرور ہونی چاہیئے

جناب امام ہمام علیہ السلام سے مختلف بھائیوں نے مختلف پیرائے میں سود کی نسبت استفسار کیا۔ مگر حضور پرنور نے یہی فرمایا کہ کسی صورت میں بھی (خواہ کیسی ہی مجبوری ہو) سود لینے یا دینے کی اجازت نہیں۔ اور میرے خیال میں یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے حضرت اقدس کے صادق ہونے پر۔ کہ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور قرآن مجید کی کسقدر عظمت آپکے دل میں ہے۔ کہ ایک ذراسی تبدیلی بھی ان احکام میں جائز نہیں رکھتے۔ اسپر بھی بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ اپنا علیحدہ مذہب نکالنا چاہتا ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ میری غرض یہ ہے مگر یہ سب کو معلوم ہے۔ جو احمدی بنتا ہے۔ معًا اوس کے بھائی۔ بہن۔ ماں۔ باپ۔ خویش۔ اقارب آشنا۔ احباب اوس سے منہ پھیر لیتے ہیں بجائے اس کے کہ کچھ فائدہ پہونچائیں اوسکو ہر طرح سے نقصان پہونچانے میں ساعی ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ذرائع معاش میں فرق آجاتا ہے۔ حالانکہ ضرورتیں اسیطرح شامل حال رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں روپیہ کے قرض لینے کی بڑی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ مگر روپیہ نہیں مل سکتا۔ جبتک کہ سود دینے کا وعدہ نہ کرے جو ناجائز ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ بیچارا احمدی کیا کرے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے متقی بندہ کی ضرورتوں کا خود کفیل ہوجاتا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی مخرج پیدا کر دیتا ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں صرف توکل سے کام لینے کی بجائے کچھ تدبیر سے بھی کام لینا چاہیئے۔ کیا آپ اتنا نہیں کرسکتے (ضرور کرسکتے ہیں!) کہ قرض حسنہ دینے والی ایک کمیٹی قائم کردیں جس کے ذریعہ ہر ایک احمدی اپنی ضرورت صحیحہ کے لئے روپیہ لے سکے اور پھر اسے ایمانداری اور دیانت سے ادا کردے اور

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

کے مطابق لئے ہوئے سے زیادہ بھی دیدیا کرے مگر یہ شرط نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اس طرح سے سود بن جائے گا۔۔۔ میں نے تحریک کردی اب اس تجویز کو عملی صورت میں لانا آپ صاحبوں کا کام ہے۔ والسلام علیکم۔ (احمدی گجراتی)

البشریٰ

کچھ عرصہ گذرتا ہے آپنے اپنا قابل قدر۔ قیمتی اور مفید خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ عربستان میں تبلیغ کا کام البشریٰ سے (عربی رسالہ ماہواری) سے لیا جائے۔ جہانتک مجھے علم ہے قوم نے بڑی خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ ایسے اسباب پیش آگئے کہ آپ اس تجویز کو عملی لباس نہ پہنا سکے۔ اب میں آپ کو یاد دہانی کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں کہ یہ رسالہ ضرور جاری ہونا چاہیئے۔ ایک کالم میں عربی اور ایک میں اوسکا ترجمہ فارسی۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہونے پر سیدنا المحمود کی دعاؤں کی برکت سے سب مشکلیں حل ہوجائینگی۔ مولوی محمد فضل خانصاحب آپ کو ایک اچھے عربی دان مل گئے ہیں اور بھی کئی بھائی عربی ادب سے واقفیت رکھتے بلکہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

(احمدی گجراتی)

(میرے دلچسپ سوالات)

سلام علیکم۔ میں بہت شکر گذار ہوں آپ کا۔ کہ میرے ضروری سوالوں کی طرف آپ نے توجہ مبذول فرمائی مگر گستاخی معاف۔ ابھی وہ سوالات ٹھیک طور سے حل نہیں ہوئے چند شبہات باقی ہیں۔ ان کو بھی دور فرمائیے۔

پہلا سوال کے جواب کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں نے آپ سے یہ دریافت نہیں کیا کہ مسیح موعود (روحی فداہ) بعض انبیاء سے افضل تھے یا نہیں۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے اور میرے پاس اس عقیدہ کی نسبت کئی دلیلیں ہیں۔ بلکہ ابن سیرین سے بڑھ کر خود امام الوقت علیہ السلام کا قول ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

موجود ہے۔ مگر میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ ہم یہ کہنے کا حق بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ کہ مسیح موعود تمام انبیاء (علیہم السلام) (سوائے سید المرسلین صلعم) سے افضل ہے اور کن دلائل کی بنا پر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی زیر نظر رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کو بھی ہدایت کہا گیا ہے۔ بس، افضلیت کا مسئلہ صاف الفاظ میں حل ہونا چاہیئے۔ نہ کہ آپ ان کا مرتبہ خود سمجھ سکتے ہیں" ایسے الفاظ سے!۔

دوسرا جواب جنوں کے متعلق ہے آپ نے ثابت کیا ہے کہ یہ جن بھی جنس انس تھے۔ جزاک اللہ۔ مگر قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ سے مراد بدوؤں کا ایک گروہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ جبکہ اسی سورۃ میں اس آیت سے آگے أَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ اور پھر أَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝ اور أَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا ۝ ہم پڑھتے ہیں کیا وہ بدوی آسمان کی طرف جاتے اور انہی پر شہاب ثاقب پڑتے تھے۔

آپ نے ایک ایسی مخلوق کا ذکر تو کیا ہے جو ہماری نظر سے غایب ہے مگر وہ جن تو سب کے سب آپ نے شیطان بنا دیئے! نظر برین وجوہات یہ جواب کی مزید توجہ کا خواستگار ہے۔

تیسرا سوال اسقدر بے پروائی سے ٹالا جانے کے قابل نہ تھا۔ حضرت من! لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ اٹل ہے جبھی تو میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ بہاء اللہ بعد از دعوائے وحی چالیس سال تک زندہ رہا۔ اور اوسکی کل عمر اسی سال ہوئی۔ یہ تحقیق کرلیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قائم رہا اور ۱۲۶۹ھ میں اس نے دعوے کیا۔ نہ کہ اخیر عمر ۱۳۰۶ھ میں۔ اور وہ باب کا خلیفہ نہیں تھا۔ بلکہ باب نے تو بتایا کہ اس کا ظہور مجھ سے اعلیٰ ہے جو کام میں نے نہیں کیا۔ وہ کریگا۔ باقی رہا اس کے اعتقادات کا پتہ نہ چلنا۔ سو اسکا یہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھپر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔ فی الحال ہم اس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ پھر دوسری باتوں کا بھی اظہار ہو جائیگا۔

(احمدی گجراتی)

بے جا الزام

مزا حیرت کے متعلق آپنے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے۔ بہت خوب لکھا ہے۔ مگر میں آپ سے اتنا کہنے کی اجازت مانگتا ہوں۔ کہ اول ناظرین کرزن گزٹ اپنا یہ تو اطمینان کرلیں کہ مرزا حیرت ان سے ہم عقیدہ بھی ہے یا نہیں۔ وہ حضرت اقدس سے صرف اس لئے ناراض ہیں کہ فرماتے ہیں مسیح فوت ہوگیا۔ اور میں مسیح موعود ہوں۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کیا مرزا حیرت خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرسکتے ہیں کہ واقعی انکا یہ عقیدہ ہے کہ ابن مریم (علیہ السلام) فوت نہیں ہوا بلکہ بجسد عنصری آسمان پر آج تک زندہ موجود ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جناب حیرت ہرگز ایسا نہیں کرینگے۔ ہاں یہ لکھدیں تو لکھدیں کہ تفاسیر میں ایسا لکھا ہے مگر ہم تفاسیر کی نہیں پوچھتے ہم تو ان کا اعتقاد دریافت کرتے ہیں۔ پھر مولوی حیرت صاحب سے سوال ہے کہ آیا وہ ان احادیث کے ظاہری معنے لیتے ہیں یا نہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ ابن مریم آخر زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور اس سے پہلے ایک مہدی آئیگا۔ جو جہاد کریگا اس سوال کا جواب بھی آپ نہیں دینگے اگر دینگے تو گول مول۔ غرض ناظرین گزٹ پہلے ان دونوں سوالوں کا جواب لیکر دریافت تو کریں کہ آیا وہ جس شخص کی تحریروں پر خوش ہو رہے ہیں وہ ان کا ہم مشرب بھی ہے یا نہیں۔ اسکے بعد ہماری عرض ہے کہ مہربانی فرما کر مولوی حیرت اگر حیات مسیح کے قائل ہیں۔ تو جو دلائل وہ رکھتے ہیں۔ پیش کریں اور وفات مسیح کے بارہ میں جو بشدت دئے گئے ہیں ان کا رد کریں۔ اور بحث کو علمی صورت میں لائیں یہ کیا؟ کہ ادھر ادھر کی باتیں بڑھا کر دو صفحے سیاہ کر دئے جائیں کیا کوئی شخص بتلا سکتا ہے کہ آجتک کوئی بھی ایسا مضمون نکلا ہے جسمیں کوئی علمی بات ہو۔ صرف بے جا الزام ہیں۔ جیسے لکھدیا۔ "جو شخص طاعون کی بیماری سے مرتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے اور میرا مرید کبھی طاعون کی [illegible] اب خدا کو حاضر ناظر جان کر خود ہی [illegible] حضرت امام الوقت نے یہ عبارت لکھی ہے۔ اگر لکھی ہے تو حوالہ پیش کرو۔ ہم آپ کی فتحمندی کے مقر ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ بجز اس کے کہ افسوس کریں کیا کر سکتے ہیں؟ پھر یہ اعتراض ہے کہ اپنے نام کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں۔ افسوس ان کو مسیح موعود کی شان کا پتہ نہیں۔ ذرا کتب احادیث دیکھئے اور قرآنی آیات پر تدبر کیجئے۔ پھر یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔

آخیر پر یہ لکھ کر اس تحریر کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ مولوی حیرت کئی بار یہ بات لکھ چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہم کو یہ جواب دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب کو (جہانتک میں خیال کرتا ہوں) یہ معلوم بھی نہ ہو۔ کہ مرزا حیرت ہمارے برخلاف کچھ لکھ رہا ہے! اور ذرا غور کریں تو صاف کھل جائے کہ حضرت سلامت کو آپ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ ان کی کسی بات کو کسی آیت یا حدیث سے آپنے رد کرکے نہیں دکھایا۔ اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ ایک صاحب کرزن گزٹ میں سوال کرتے ہیں کہ مولوی سید محمد احسن امروہوی تا حال مرزا صاحب کے حواریوں ہی میں شمار ہیں یا مستعفی ہو چکے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھلا جس شخص نے ابتدا سے اس سلسلہ کی تائید اپنے پر فرض خیال کی اور جس کا ایمان تقلیدی ایمان نہ ہو بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ ہو اور پھر خاص اصول مناظرہ کی پابندی سے بہت سی لاجواب کتابیں تصنیف کر چکا ہو۔ جنکا جواب آج تک کسی سے نہیں ہو سکا وہ کس طرح ممکن ہے کہ مستعفی ہو جائے۔ کچھ تو خیال کرنا چاہیئے ہم نہیں سمجھے کہ اس قسم کے سوالات سے کیا مقصود ہے۔

احمدی اور ہم

سود سے بچنے کی تجویز

ہمارے مکرم احمدی گجراتی نے اس عنوان کے ماتحت جس ضرورت کو محسوس کیا ہے لاریب ایک قومی ضرورت اور انسان کی تمدنی ضروریات سے ہے ہم اسکے متعلق سر دست کچھ کہنا نہیں چاہتے بلکہ قوم کے سربرآوردہ اور اہل علم احباب کی رائے کے لئے سننے کے مشتاق ہیں۔

البشریٰ البشریٰ کے متعلق میرا عزم بالجزم ہے آمین یہی خیال ہے کہ قوم نے غیر معمولی خوشی کے ساتھ اسکا خیر مقدم کیا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ اس دشت پر خار میں مجھے کسقدر صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ بہر حال ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری قوم میں اکثر بزرگ عربی لکھنے کا پورا مذاق رکھتے ہیں لیکن پھر بھی مجھے خود اس فن میں دسترس رکھنی ضروری ہے۔ . . . . لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ قوم ان ضرورتوں کو خود محسوس کرے تاہم میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے کسی نہ کسی وقت کامیاب کردیگا۔ میں اسوقت کا انتظار کرتا ہوں جب مولیٰ کریم مجھے اس مبارک کام کے آغاز کی توفیق دیگا۔ بزرگان ملت کو بھی اس طرف اسوقت تک توجہ نہیں ہو سکتی جب تک کوئی محرک موجود نہ ہو۔ علاوہ بریں میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس سے پہلے جو کام بحیثیت ایڈیٹر الحکم قوم اور ملت کی خدمت کے رنگ میں کرنا چاہتا ہے نہیں باقاعدگی کا رنگ اختیار کرے یعنی الحکم باقاعدہ ہو جاوے اور تشحیذ القرآن باقاعدہ ہو جاوے۔ اور یہ امور منحصر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل اور قوم کی توجہ پر۔ +

عجیب و غریب مذہبی کتابیں

(دفتر الحکم سے ہی ملسکتی ہیں)

ازالہ اوہام ہر دو حصہ (یہ لا نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے ... قیمت ...

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو ... کے ساتھ ... نیوگ کے ... نتائج لوگوں کو دکھائے ہیں اور آریہ کے ان اعتراضوں کا جواب ... جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے ... پر لطیف تقریر فرمائی ہے ...

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ...

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلم سے ... نام سے ظاہر ہے قیمت ... ۲

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۳

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تحریر کیا تھا اور چند عقائد پیش کرتے تھے اسکا کافی اور دندان شکن جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک کے پاس ہونی چاہیے قیمت ... ۸

شمس بازغہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب قیمت ... ۶

تفسیر سورہ تبت سورہ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۲

سوال الشیطان ...

رد نسخ ... قیمت ۲

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول ...

بھیجے گئے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ باہر بھی اس کو قبولیت ہوئی ہے قیمت ...

تفسیر القرآن پارہ دوم ...

تفسیر القرآن پارہ سوم بطور رسالہ ماہوار ...

تفسیر بعد اصرار پر بطور رسالہ ماہوار طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن متعدد ناگوار وجوہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ ... بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونے والا ہے۔ گذشتہ دو نمبر کی قیمت ... سالانہ قیمت ...

سلک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اس طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام ... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ...

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دار الامان میں ۱۸۹۷ء میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے نہایت زبردست تقریریں بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے ... اور معارف پر ...

الانذار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ... قادیان میں ایک جلسہ طاعون ...

... حکیم الامۃ کی تقریروں کا مجموعہ قیمت ...

اصلاح النظر حضرت حکیم الامۃ ...

اکیک ... کے اعتراضات متعلقہ ... کا جواب جسکو حضرت حکیم الامۃ نے ... فرمایا ... قیمت ...

متفرق کتابیں

قصیدہ ... قیمت ...

فیض احمدی درود شریف پر پنجابی نظم قیمت ...

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت ...) قیمت ...

دعوۃ الحق نمبر ۲ انجیل کی حقیقت قیمت ...

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

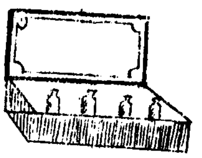
التصحیح (نظم میں ... نشانات) قیمت ...

مسلسل ... اور ... مضمون ... قیمت ...

نمونہ قرآن مجید جو ... قرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہیں قیمت ... ۳

پورے ... خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور



اعلیٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر ...

... **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** ...

... **طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** ...

... **اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** ...

... **مسرور نوری** ...

... **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** ...

... **علاوہ** ان کے آتشک سوزاک ...

نوٹ ...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقابل چوک شہر بنارس

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا